ماہنامہ
انصار اللہ

دسمبر 2005ء

ایڈیٹر
سید مبشر احمد ایاز

کرماں والی اُچی بستی



احمدی انصار کی تربیت کیلئے

ماہنامہ

انصار اللہ

ایڈیٹر: سیّد مبشر احمد ایاز

فتح 1384 ہش - دسمبر 2005ء

جلد نمبر............66

شمارہ نمبر............12

فون نمبر: 0476-212982 فیکس نمبر: 0476-214631

ای میل: ansarulah60@yahoo.com

اس شمارہ میں

پبلشر: عبدالمنان کوثر
پرنٹر: سلطان احمد ڈوگر
کمپوزنگ اینڈ ڈیزائننگ: انیس احمد

مقام اشاعت: دفتر انصاراللہ
دارالصدر جنوبی ربوہ (چناب نگر)
مطبع: ضیاء الاسلام پریس

شرح چندہ: (پاکستان)
سالانہ............ایک سو روپیہ
قیمت فی پرچہ......۱۰ روپے

آداب مجالس

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! جب تمہیں یہ کہا جائے کہ مجلسوں میں [دوسروں کے لئے] جگہ کھلی کر دیا کرو، تو کھلی کر دیا کرو۔ اللہ تمہیں کشادگی عطا کرے گا۔ اور جب کہا جائے کہ اٹھ جاؤ تو اٹھ جایا کرو۔ اللہ ان لوگوں کے درجات بلند کرے گا جو تم میں سے ایمان لائے ہیں اور خصوصاً ان کے جن کو علم عطا کیا گیا ہے اور اللہ اس سے جو تم کرتے ہو ہمیشہ باخبر رہتا ہے۔ [المجادلہ:12]

☆☆☆☆☆

حضرت وَاثِلَہ بن خَطّاب ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے کہ ایک شخص حاضر ہوا۔ حضور علیہ السلام اسے جگہ دینے کے لئے اپنی جگہ سے کچھ ہٹ گئے۔ وہ شخص کہنے لگا۔ حضور جگہ بہت ہے آپ ﷺ کیوں تکلیف فرماتے ہیں۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا۔ ایک .....کا حق ہے کہ اس کے لئے اس کا بھائی سمٹ کر بیٹھے اور اسے جگہ دے۔

[مشکوٰۃ باب القیام)

امام الکلام۔کلام الامام

اَرٰی سَیْلَ اٰفَاتٍ قَضٰھَا الْمُقَدِّرُ

اَرٰی سَیْلَ اٰفَاتٍ قَضٰھَا الْمُقَدِّرُ   وَفِی الْخَلْقِ سَیِّئَاتٌ تُذَاعُ وَتُنْشَرُ

میں ان آفات کے سیلاب کو دیکھ رہا ہوں جن کو تقدیر جاری کرنے والے خدا نے مقدر کیا ہے اور مخلوق میں ایسی برائیاں (موجود) ہیں جو پھیلائی اور نشر کی جا رہی ہیں

وَفِیْ کُلِّ طَرْفٍ نَارُ شَرٍّ تَأَجَّجَتْ   وَفِیْ کُلِّ قَلْبٍ قَدْ تَرَاءَی التَّحَجُّرُ

اور ہر طرف آتشِ فساد و شر بھڑک اُٹھی ہے اور ہر ایک دل میں قساوت ظاہر ہو گئی ہے۔

وَقَدْ زُلْزِلَتْ مِنْ ھٰذِہِ الرِّیْحِ دَوْحَۃٌ   تُظِلُّ بِظِلٍّ ذِیْ شِفَاءٍ وَّ تُثْمِرُ

اور اس ہوا سے وہ درخت ہل گیا ہے جو شفا اور سایہ دینے والا اور ثمردار تھا

اَرٰی کُلَّ مَحْجُوْبٍ لِدُنْیَاہُ بَاکِیًا   فَمَنْ ذَاالَّذِیْ یَبْکِیْ لِدِیْنٍ یُّحَقَّرُ

میں دیکھتا ہوں کہ ہر غافل اپنی دنیا کے لئے رو رہا ہے۔ پس کون ہے جو دین کے لئے روئے جس کی تحقیر کی جا رہی ہے

وَلِلدِّیْنِ اَطْلَالٌ اَرَاھَا کَلَاھِفٍ   وَدَمْعِیْ بِذِکْرِ قُصُوْرِہٖ یَتَحَدَّرُ

اور دین کے کھنڈرات ہو چکے ہیں جنہیں میں غم زدہ کی طرح دیکھ رہا ہوں اور میرے آنسو اس کے محلات کی یاد میں بہ رہے ہیں۔

تَرَاءَتْ غَوَایَاتٌ کَرِیْحٍ مُّجِیْحَۃٍ   وَاَرْخٰی سَدِیْلَ الْغَیِّ لَیْلٌ مُّکَدِّرُ

بیخکنی کرنے والی ہوا کی طرح گمراہیاں ظاہر ہو گئی ہیں اور اندھیری رات نے ضلالت کا پردہ لٹکا دیا ہے

اَرَی الْفَاسِقِیْنَ الْمُفْسِدِیْنَ وَزُمَرَھُمْ   وَقَلَّ صَلَاحُ النَّاسِ وَالْغَیُّ یَکْثُرُ

میں بدکار مفسدوں اور ان کے گروہوں کو ہی دیکھ رہا ہوں اور لوگوں کی نیکی کم ہو گئی اور گمراہی بڑھ گئی ہے

وَمَاھَمُّھُمْ اِلَّا لِحَظِّ نُفُوْسِھِمْ   وَمَاجُھْدُھُمْ اِلَّا لِعَیْشٍ یُّوَفَّرُ

اور ان کا تمام فکر ان کے حظِّ نفس کے لئے ہی ہے اور ان کی ساری کوششیں صرف ایسی عیش کے لئے ہی ہے جسے بڑھایا جائے۔

(خطبہ الہامیہ روحانی خزائن جلد ۱۶ صفحہ ۳۰۳)

کلام الامام امام الکلام

اے زِدیں بے خبر، بخور غمِ دیں

عیشِ دنیائے دوں دمے چنداست　　آخرش کار باخداوند ست

اس ذلیل دنیا کا عیش چند روز ہے بالآخر خدا تعالیٰ سے ہی کام پڑتا ہے

ایں سرائے زوال وموت وفناست　　ہر کہ بنشست اندریں، برخاست

یہ دنیا زوال موت اور فنا کی سرائے ہے جو بھی یہاں رہا وہ آخر رخصت ہوا۔

یک دمے رَو، بسوئے گورستاں　　وازخموشانِ آں، پرس نشاں

تھوڑی دیر کے لئے قبرستان میں جا اور وہاں کے مردوں سے حال پوچھ

اے زِدیں بے خبر، بخورغمِ دیں　　کہ نجات معلق ست بدیں

اے دین سے بے خبر! دین کا غم کھا کیونکہ تیری نجات دین سے ہی وابستہ ہے

ہاں تغافل مکُن ازیں غم خویش　　کہ تُرا کارِ مشکل ست بہ پیش

خبردار اپنے اس غم سے غفلت نہ کیجو کیونکہ تجھے مشکل کام درپیش ہے

دل ازیں دردوغم فگاربکن　　دل چہ، جاں نیز ہم، نثاربکن

اپنے دل کو اس درد و غم سے زخمی کر - دل کیا بلکہ جان بھی قربان کر دے

کلام الامام امام الکلام

اے مرے یارِ یگانہ! اے مری جاں کی پناہ!

غیر کیا جانے کہ غیرت اسکی کیا دکھلائے گی
خود بتائے گا انہیں وہ یار بتلانے کے دن

طالبو! تم کو مبارک ہو کہ اب نزدیک ہیں
اس میرے محبوب کے چہرہ کے دکھلانے کے دن

وہ گھڑی آتی ہے جب عیسیٰ پکاریں گے مجھے
اب تو تھوڑے رہ گئے دجال کہلانے کے دن

اے مرے یارِ یگانہ! اے مری جاں کی پناہ!
کر وہ دن اپنے کرم سے دیں کے پھیلانے کے دن

میرے دل کی آگ نے آخر دکھایا کچھ اثر
آگئے ہیں اب زمیں پر آگ بھڑکانے کے دن

چاند اور سورج نے دکھلائے ہیں دو داغِ کسوف
پھر زمیں بھی ہوگئی بے تاب تھرّانے کے دن

کون روتا ہے کہ جس سے آسماں بھی رو پڑا
لرزہ آیا اس زمیں پر اُس کے چلّانے کے دن

خدمتِ دیں کا تو کھو بیٹھے ہو بُغض وکیں سے وقت
اب نہ جائیں ہاتھ سے لوگو! یہ پچھتانے کے دن

کلام الامام امام الکلام

کیا ہی قادر اور قیوم خدا ہے

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں:

’’دُنیا کا وہی خدا ہے۔ اُس کے سوا کوئی نہیں۔ کیا ہی قادر اور قیوم خدا ہے جس کو ہم نے پایا کیا ہی زبردست قدرتوں کا مالک ہے۔ جس کو ہم نے دیکھا سچ تو یہ ہے کہ اُس کے آگے کوئی بات اَنہونی نہیں۔ مگر وہی جو اُس کی کتاب اور وعدہ کے برخلاف ہے۔ سو جب تم دُعا کرو۔ تو اُن جاہل نیچریوں کی طرح نہ کرو جو اپنے ہی خیال سے ایک قانونِ قدرت بنا بیٹھے ہیں۔ جس پر خدا کی کتاب کی مہر نہیں۔ کیونکہ وہ مردود ہیں۔ اُن کی دعائیں ہرگز قبول نہیں ہوں گی۔ وہ اندھے ہیں نہ سجاکھے۔ وہ مردے ہیں نہ زندے۔ خدا کے سامنے اپنا تراشیدہ قانون پیش کرتے ہیں اور اُس کی بے انتہا قدرتوں کی حد بست ٹھہراتے ہیں۔ اور اُس کو کمزور سمجھتے ہیں۔ سو اِن سے ایسا ہی معاملہ کیا جائے گا۔ جیسا کہ ان کی حالت ہے لیکن جب تو دُعا کیلئے کھڑا ہو تو تجھے لازم ہے کہ یہ یقین رکھے کہ تیرا خدا ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ تب تیری دُعا منظور ہو گی اور تو خدا کی قدرت کے عجائبات دیکھے گا۔ جو ہم نے دیکھے ہیں اور ہماری گواہی رؤیت سے ہے نہ بطور قصہ کے۔ اُس شخص کی دعا کیوں کر منظور ہو اور خود کیوں کر اُس کو بڑی مشکلات کے وقت جو اس کے نزدیک قانون قدرت کے مخالف ہیں دُعا کرنے کا حوصلہ پڑے جو خدا کو ہر ایک چیز پر قادر نہیں سمجھتا۔ مگر اے سعید انسان تو ایسا مت کر۔ تیرا خدا وہ ہے جس نے بے شمار ستاروں کو بغیر ستون کے لٹکا دیا۔ اور جس نے زمین و آسمان کو محض عدم سے پیدا کیا۔ کیا تو اُس پر بدظنی رکھتا ہے کہ وہ تیرے کام میں عاجز آ جائے گا۔ بلکہ تیری ہی بدظنی تجھے محروم رکھے گی۔ ہمارے خدا میں بے شمار عجائبات ہیں۔ مگر وہی دیکھتے ہیں جو صدق اور وفا سے اس کے ہو گئے ہیں۔ وہ غیروں پر جو اس کی قدرتوں پر یقین نہیں رکھتے اور اس کے صادق وفادار نہیں ہیں وہ عجائبات ظاہر نہیں کرتا۔ کیا بدبخت وہ انسان ہے جس کو اب تک یہ پتہ نہیں کہ اُس کا ایک خدا ہے جو ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے۔ ہماری اعلیٰ لذّات ہمارے خدا میں ہیں۔ کیونکہ ہم نے اس کو دیکھا اور ہر ایک خوبصورتی اس میں پائی۔ یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے۔ اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے۔ اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو۔ اے محرومو! اس چشمہ کی طرف دوڑو۔ کہ وہ تمہیں

سیراب کرے گا۔ یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائے گا۔ میں کیا کروں اور کس طرح اس خوش خبری کو دلوں میں بٹھادوں۔ کس دف سے میں بازاروں میں منادی کروں کہ تمہارا یہ خدا ہے۔ تا لوگ سن لیں۔ اور کس دوا سے میں علاج کروں تا سننے کیلئے لوگوں کے کان کھلیں۔

اگر تم خدا کے ہو جاؤ گے تو یقیناً سمجھو کہ خدا تمہارا ہی ہے۔ تم سوئے ہوئے ہو گے اور خدا تعالیٰ تمہارے لئے جاگے گا۔ تم دشمن سے غافل ہو گے اور خدا اسے دیکھے گا اور اس کے منصوبے کو توڑے گا۔ تم ابھی تک نہیں جانتے کہ تمہارے خدا میں کیا کیا قدرتیں ہیں اور اگر تم جانتے تو تم پر کوئی ایسا دن نہ آتا کہ تم دُنیا کے لئے سخت غمگین ہو جاتے۔ ایک شخص جو ایک خزانہ اپنے پاس رکھتا ہے کیا وہ ایک پیسہ کے ضائع ہونے سے روتا ہے اور چیخیں مارتا ہے اور ہلاک ہونے لگتا ہے۔ پھر اگر تم کو اس خزانہ کی اطلاع ہوتی کہ خدا تمہارا ہر ایک حاجت کے وقت کام آنے والا ہے تو تم دنیا کیلئے ایسے بے خود کیوں ہوتے؟۔ **خدا ایک پیارا خزانہ ہے** اُس کی قدر کرو کہ وہ تمہارے ہر ایک قدم میں تمہارا مددگار ہے۔ تم بغیر اُس کے کچھ بھی نہیں۔ اور نہ تمہارے اسباب اور تدبیریں کچھ چیز ہیں۔ غیر قوموں کی تقلید نہ کرو کہ جو بکلی اسباب پر گر گئی ہیں اور جیسے سانپ مٹی کھاتا ہے انہوں نے سفلی اسباب کی مٹی کھائی۔ اور جیسے گدھ اور کتے مردار کھاتے ہیں انہوں نے مردار پر دانت مارے۔ وہ خدا سے بہت دور جا پڑے۔ انسانوں کی پرستش کی اور خنزیر کھایا اور شراب کو پانی کی طرح استعمال کیا اور حد سے زیادہ اسباب پر گرنے سے اور خدا سے قوت نہ مانگنے سے وہ مر گئے اور آسمانی روح اُن میں سے ایسی نکل گئی جیسا کہ ایک گھونسلے سے کبوتر پرواز کر جاتا ہے ان کے اندر دنیا پرستی کا جذام ہے جس نے ان کے تمام اندرونی اعضا کاٹ دیئے ہیں۔ پس تم اُس جذام سے ڈرو۔ میں تمہیں حد اعتدال تک رعایتِ اسباب سے منع نہیں کرتا۔ بلکہ اس سے منع کرتا ہوں کہ تم غیر قوموں کی طرح نرے اسباب کے بندے ہو جاؤ اور اُس خدا کو فراموش کر دو جو اسباب کو بھی وہی مہیا کرتا ہے......''

(کشتی نوح:22-21)

❁--❁--❁

اداریہ

جلسہ سالانہ.....ایک بابرکت اجتماع

ہمارے اجتماع اور جلسے انتہائی اہمیت کے حامل اور اپنے اندر بے شمار روحانی اور اخلاقی وتربیتی پہلو لئے ہوئے ہوتے ہیں۔حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ایسے ہی جلسوں کی اہمیت اور آداب و برکات کے حوالے سے جو توقعات ہم سے رکھتے ہیں وہ ذیل کے اس اقتباس سے بخوبی عیاں ہے۔آپ فرماتے ہیں:

''پھر احمدی کی ہمیشہ سے یہ خصوصیت رہی ہے، یہ بھی امتیاز رہا ہے کہ وہ دین کی خاطر بھی سفر کرتا ہے۔اجتماعوں پر، جلسوں پر خاص اہتمام کے ساتھ عموماً احمدی بڑے ذوق اور شوق سے آتے ہیں اور آج آپ میں سے بہت بڑی تعداد اس لئے سفر کر کے یہاں آئی ہے، کچھ لوگ آ رہے ہیں کینیڈا کے مختلف شہروں سے بھی اور امریکہ سے بھی، کہ اگلے جمعہ کو جو یہاں کینیڈا میں جلسہ ہو رہا ہے اس میں شمولیت اختیار کریں۔یہ سفر آپ کا خالصۃً اللہ تعالیٰ کی خاطر ہونا چاہئے۔اس کا تقویٰ ہمیشہ پیش نظر رہنا چاہئے۔یہاں آ کر اپنے دلوں کو ایک دوسرے سے صاف کرنا ہے، ہر قسم کے لڑائی جھگڑے اور فساد سے بچنا ہے۔ان دنوں میں جلسے کی خاطر تقویٰ پر قائم رہتے ہوئے سفر تبھی شمار ہو سکتا ہے جب اس سفر میں آپ ہر قسم کی بدکلامی سے پرہیز کرنے والے ہوں، نہ ہی مہمان اور نہ ہی میزبان ذرا ذرا سی بات پر اپنے آپے سے باہر نکلنے والے ہوں۔نہ ہی کسی کا مذاق اڑانے والے یا استہزاء کرنے والے ہوں اور نہ ہی ایسی مجلسوں میں بیٹھنے والے ہوں جہاں لوگوں کا ہنسی ٹھٹھا اڑایا جا رہا ہو۔نہ ہی فضول قصے کہانیاں، لغو اور بیہودہ باتوں کی مجلسوں میں بیٹھنے والے، نہ ان میں شامل ہونے والے ہوں یا رات گئے تک لمبی مجلسیں لگا کر گپیں مارنے والے ہوں کہ صبح کی نماز پر آنکھ ہی نہ کھلے۔ویسے بھی فضول مجلسیں دلوں کو زنگ آلود کر دیتی ہیں۔تو نہ صرف ایسی مجلسوں میں شامل نہیں ہونا بلکہ ایسی مجلسیں لگانے والے احمدیوں کو بھی سمجھا کر ایسی مجلسوں کو ختم کرانے کی کوشش کرنی ہے۔کیونکہ یہ سب باتیں ایسی ہیں کہ پھر اللہ تعالیٰ کی عبادت سے محروم کر دیں گی۔اور پھر دل تقویٰ سے خالی ہو جائیں گے۔تو یہ تو کسی صورت بھی ایک احمدی کے لئے برداشت نہیں ہو سکتا کہ اللہ تعالیٰ کے خوف سے اس کا دل خالی ہو جائے۔یاد رکھیں کہ جب انسان تقویٰ سے خالی ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے دور چلا جاتا ہے تو پھر یہ نہ سمجھیں کہ آپ کے دنیاوی بندھن اور رشتے قائم رہیں گے۔پھر دنیاوی رشتوں اور تعلقات میں بھی دراڑیں پڑنی شروع ہو جاتی ہیں۔یہ بھی ٹوٹنے شروع ہو جائیں گے اور ایک فساد کی صورت پیدا ہو جائے گی۔اس لئے ایسے سفر جو اللہ کے نام کی خاطر کئے جاتے ہیں ان میں بہت زیادہ تقویٰ کا خیال رکھیں۔اس لئے اللہ تعالیٰ نے جہاں

حج کے متعلق ارشاد فرمایا ہے وہاں اس بات پر بھی زور دیا ہے کہ سب سے بہتر زادِراہ تقویٰ ہی ہے۔ جیسا کہ فرمایا ﴿فَاِنَّ خَیْرَ الزَّادِ التَّقْوٰی﴾ (البقرۃ:۱۹۸) اس کا مطلب یہ نہیں کہ جو صرف حج پر جانے والے ہیں وہی زادِراہ جمع کریں اور تقویٰ پر قائم ہو جائیں یا صرف ان کے لئے بہترین زادِراہ تقویٰ ہے۔ بلکہ فرمایا کہ جو تمہارے سفر خاص طور پر اللہ کی خاطر سفر ہوں دین کی خاطر ہوں، ان میں بہت زیادہ تقویٰ کا خیال رکھو۔ اگر اس پر تم قائم ہو گئے تو اپنی ذاتی اصلاح کا بھی موقع ملے گا اور اس طرح تم اللہ تعالیٰ کا قرب پانے والے بھی ہو گے۔ اللہ تعالیٰ سے تمہارا اخلاص کا تعلق بڑھے گا اس کی معرفت زیادہ سے زیادہ حاصل ہو گی۔ اور پھر تمہاری اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے اور انسانوں سے بھی محبت بڑھے گی۔ اور جب یہ چیزیں پیدا ہو جائیں گی تو پھر تمہارا معاشرہ یقیناً جنت نظیر معاشرہ کہلانے کا مستحق ہو جائے گا۔

یہ بھی یاد رکھیں کہ دنیا میں لڑائی، جھگڑے، فساد اس وقت زیادہ بڑھتے ہیں جب انسان دوسرے انسان پر بھروسہ کرتا ہے یا بھروسہ کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ انسانوں سے زیادہ توقعات رکھتا ہے۔ اللہ کی بجائے انسانوں پر توقعات ہوتی ہیں۔ ان پر زیادہ امیدیں لگا کے بیٹھا ہوتا ہے۔ تو جب اس سوچ کے ساتھ جو کسی کے گھر مہمان بن کر آئیں گے یا جائیں گے تو مہمانوں میں بھی اور میزبانوں میں بھی ہمیشہ بدظنیاں پیدا ہوں گی اور رنجشیں پیدا ہوں گی۔ اور ہمارے معاشرے میں تو بعض طبیعتیں اس کو کچھ زیادہ محسوس کر لیتی ہیں اور دلوں میں رنجشیں پالتے رہتے ہیں۔ یہ سب تقویٰ کی کمی ہے، اس کے علاوہ کچھ نہیں۔ بعض لوگ جو عقلمند ہیں بڑا اچھا کرتے ہیں کہ اپنے چھوٹے خیمے لگا کر اپنی رہائش کا بندوبست کر لیتے ہیں۔ مجھے نہیں پتہ کہ یہاں یہ انتظام ہے کہ نہیں اور پھر جو صاحب استطاعت ہیں وہ اپنے کاروان (Caravan) بھی لے کے آ جاتے ہیں۔ اور یہ بڑی اچھی بات ہے۔ آزادی سے رہتے ہیں۔ تو انتظامیہ کی طرف سے صرف خیموں اور Caravan کے لئے جگہ مہیا کرنے کا انتظام ہونا چاہئے۔ ان کا یہ فرض بھی ہے کہ اگر ایسے لوگ چاہتے ہوں تو وہ مہیا کریں۔ U.K. میں تو اس کا اب بہت رواج ہو گیا ہے۔ اور کھانا حضرت مسیح موعودؑ کا لنگر تو خاص طور پر ان دنوں میں چلتا ہی رہتا ہے اس کا تو کوئی مسئلہ نہیں وہ تو مہیا ہو ہی جاتا ہے۔ اور انتظامیہ کا فرض بھی ہے کہ ان دنوں میں مہمانوں کا خیال بھی رکھیں۔ یہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مہمان بن کر آ رہے ہیں۔

تو میں سفر کی بات کر رہا تھا، کہ سفر جو بھی ہو بہرحال سفر ہی ہوتا ہے۔ اس لئے جو بھی انتظام ہو جتنا مرضی بہترین انتظام ہو کچھ نہ کچھ اس میں ایسی باتیں پیدا ہو جاتی ہیں جو بعض دفعہ تکلیف کا باعث بنتی ہیں۔ اس لئے مسافروں کو ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے سفر میں آسانی کے لئے خیر مانگتے رہنا چاہئے تا کہ ہمیشہ یہ سفر آرام سے گزریں جس قسم کے مرضی سفر ہوں۔

ایک روایت میں آتا ہے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں

حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ! میں سفر پر روانہ ہونا چاہتا ہوں مجھے زادِ راہ عطا کیجئے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تجھے تقویٰ کی زادِ راہ عطا کرے۔ اس نے عرض کی یا رسول اللہ! مجھے کچھ اور بھی دعا دیجئے۔ اس پر آنحضور ﷺ نے فرمایا: اللہ تیرے گناہوں کو بخش دے۔ ابھی بھی اس کی تسلی نہیں ہوئی، اس نے عرض کی: میرے والدین آپ پر قربان جائیں، مجھے کچھ اور دعا بھی دیجئے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم جہاں کہیں بھی ہو اللہ تعالیٰ تمہارے لئے خیر آسان کر دے۔ (ترمذی کتاب الدعوات باب ما جاء ما یقول اذا ودع انسانا)

تو دیکھیں اس صحابی نے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ سے کتنی جامع دعا منگوائی کہ سفر میں ہمیشہ ایسے حالات رہیں کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی خیر اور فضل ملتا رہے۔ اگر یہ ملتا رہا تو مجھے تقویٰ پر چلنے میں بھی آسانی رہے گی، میرے دل میں اس کا خوف اور خشیت بھی قائم رہے گا۔ اور جب یہ قائم ہو جائے تو گناہوں سے بھی انسان بچتا رہتا ہے۔ اس لئے سفر میں خاص طور پر دعا کرنی چاہئے کہ اے اللہ! تقویٰ بھی تیرے فضل سے حاصل ہوتا ہے اس لئے ہمیشہ اپنا فضل فرما۔ ایسے حالات ہی پیدا نہ ہوں کہ مَیں دوسروں پر انحصار کر کے دل میں شکوہ پیدا کرنے والا بنوں اور تقویٰ سے دور ہو جاؤں۔ اس لئے اپنی جناب سے ہی مجھے ہر خیر عنایت فرماتا رہ۔ اس قسم کی دعا حضرت موسیٰؑ نے بھی سفر میں اللہ تعالیٰ سے مانگی تھی کہ ﴿رَبِّ اِنِّیْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ﴾ (القصص: ۲۵)۔ اے اللہ میں تو مسافر آدمی ہوں تو ہی مجھے خیر عطا فرماتا رہ میں تو تیرا ہی محتاج ہوں اور محتاج رہنا چاہتا ہوں اور تیرے بغیر میں ایک قدم بھی نہیں اٹھا سکتا۔

پھر ایک روایت ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا اور عرض کیا اے اللہ کے رسول! میں سفر پر جانا چاہتا ہوں آپ مجھے کوئی نصیحت کیجئے۔ آپؐ نے فرمایا: اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ جب بھی بلندی پر چڑھو تکبیر کہو، وہ آدمی واپس ہوا تو آپؐ نے دعا کی کہ اے اللہ! اس کی دوری کو لپیٹ دے۔ یعنی اس کا سفر آسان کر دے اور طے کر دے۔ (ترمذی کتاب الدعوات باب مایقول اذا ودع انسانا) **ایک تو اس** میں یہ سبق ہے کہ جب بھی سفر پر روانہ ہوں پہلے دعا کر کے چلنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ہر سفر کی مشکل اور پریشانی اور صعوبت سے بچائے، تکلیف سے بچائے۔

آنحضرت ﷺ نے ہمیں سفر کرنے کے بارے میں جو طریق سکھلائے ان میں سے کچھ بیان کرتا ہوں۔ جیسا کہ اس حدیث میں ہے کہ دعا کر کے چلنا چاہئے۔ پھر سفر میں دعا مانگے وہ دعا بھی ہمیں سکھا دی کہ سفر شروع کرنے سے پہلے جب سواری پہ بیٹھ جائیں تو تین بار تکبیر کہتے ہوئے یہ دعا مانگو ﴿سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَلَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ. وَاِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ﴾ (الزخرف: ۱۴۔۱۵)۔ یعنی پاک ہے وہ ذات جس نے اسے ہمارے تابع

فرمان کیا حالانکہ ہم اسے قابو میں رکھنے کی طاقت نہیں رکھتے تھے۔اور ہم اپنے رب کی طرف ہی جانے والے ہیں۔پھر اور آگے دعائیں ہیں کہ اے ہمارے خدا! ہم تجھ سے اپنے سفر میں بھلائی اور تقویٰ چاہتے ہیں۔تُو ہمیں ایسے نیک عمل کرنے کی توفیق دے جو تجھے پسند ہیں۔اے ہمارے خدا! تو ہی ہمارا یہ سفر آسان کردے اور اس کی دوری کو لپیٹ دے۔ اے ہمارے خدا! تو سفر میں ہمارے ساتھ ہو اور پیچھے گھر میں بھی خبر گیر ہو۔اے ہمارے خدا! میں تیری پناہ مانگتا ہوں سفر کی سختیوں سے، ناپسندیدہ اور بے چین کرنے والے مناظر سے، مال اور اہل وعیال میں برے نتیجے سے اور غیر پسندیدہ تبدیلی سے۔پھر جب آپؐ سفر سے واپس آتے تو یہی دعا مانگتے۔اس میں یہ زیادتی فرماتے کہ ہم واپس آتے ہیں توبہ کرتے ہوئے، عبادت گزار اور اپنے رب کی تعریف میں رطب اللسان بن کر۔یعنی اسی کی تعریف کرتے رہتے ہیں۔

تو دیکھیں کیسی جامع دعائیں ہیں۔اُس زمانے میں اگر اونٹ اور گھوڑے کی سواری تھی اس کو سدھایا جاتا تھا تو سوار بھی کوئی سواری سیکھتا تھا۔جس کو سواری آتی تھی وہی ان سواریوں پر بیٹھ سکتا تھا۔ورنہ اناڑی سوار کو تو یہ سواریاں فوراً نیچے پھینک دیں۔تو آج کل بھی جو سواریاں ہیں اللہ تعالیٰ نے انسان کو اتنی عقل دی ہے کہ وہ ایسی سواریاں بنائے اور پھر ان کے استعمال کی عقل بھی اللہ تعالیٰ نے دی اور یہ سہولت والی سواریاں پیدا فرمائیں تو فرمایا اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے سواری پر بیٹھو اور پھر سفر میں بھی لوگوں کی باتیں اور آپس میں چغلیاں کرنے کی بجائے اللہ تعالیٰ کے حضور دعائیں کرتے رہو، اس سے بھلائی مانگو اور اس سے ڈرتے رہو اور سفر کے خیریت سے کٹ جانے کے لئے خدا تعالیٰ سے مدد مانگتے رہو۔یہ دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ سفر میں بھی ہماری حفاظت فرمائے۔ہر قسم کے حادثے سے ہم کو بچا کے رکھے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہی ہو تو انسان ہر شر سے محفوظ رہتا ہے۔جتنا مرضی کسی کو زعم ہو کہ ہماری نئی گاڑی ہے، بڑی اعلیٰ گاڑی ہے، یا بڑی مضبوط گاڑی ہے اور اس پر ہم انحصار کرسکتے ہیں، بڑا اعتماد کرسکتے ہیں۔کبھی سواری پر اعتماد یا انحصار نہیں کرنا چاہئے۔ ایک پرزہ بھی ڈھیلا ہو جائے، بعض دفعہ فیکٹری سے نکل کر آتی ہے تو پرزہ ڈھیلا ہوا ہوتا ہے یا چلانے والے کو ہلکا سا نیند کا جھونکا ہی آ جائے یا دوسری سواری جو سڑک پر ہے اس کی کوئی غلطی ہو جائے تو کوئی بھی حادثہ پیش آسکتا ہے۔اس لئے مومن کا تو کوئی قدم بھی اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر نہیں اٹھ سکتا۔کوئی لمحہ بھی اس کے فضل کے بغیر نہیں گزر سکتا۔پھر اگر گھر کے کچھ لوگ آئے ہیں یا اکیلا ہی آیا ہے تو اس سفر میں بھی یہ دعا مانگتے رہنا چاہئے کہ اے خدا پیچھے بھی خیر رکھنا یا تمام گھر والے بھی اگر سفر میں ہوں تو مال واسباب، سامان وغیرہ گھر میں ہوتا ہے تو اس لئے پیچھے کی خیر کی دعا مانگتے رہنا چاہئے۔یہاں تو ان ملکوں میں گھروں میں لکڑیوں کا استعمال بھی بہت زیادہ ہوتا ہے۔کئی واقعات ایسے ہوئے ہیں کہ گھر والے کہیں گئے ہوئے ہیں اور بجلی کا شارٹ سرکٹ ہوا اور واپس آئے تو گھر راکھ کا ڈھیر بنا ہوا تھا۔اس لئے ہمیشہ سفر میں بھی دعاؤں میں

رہنا چاہئے۔ مومن کا تو ایک لمحہ بھی اللہ تعالیٰ سے مدد مانگے بغیر نہیں گزر سکتا۔

پھر سفر میں بھی ایسے مناظر دیکھنے کو مل جاتے ہیں جو انسان کی طبیعت پر برا اثر ڈالتے ہیں کوئی ایکسیڈنٹ ہی دیکھ لیا اس سے طبیعت پر ایک بوجھ پڑ جاتا ہے۔ تو آنحضرت ﷺ ہمیشہ خود بھی دعا کرتے تھے اور ہمیں بھی یہی حکم ہوا کہ جب بھی سفر پر ہو دعائیں مانگتے رہو اور سفر سے واپس آؤ تو اللہ کا شکر ادا کرو۔ توبہ کرتے ہوئے گھر میں داخل ہو، اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف توجہ دو تا کہ ہمیشہ اس کا فضل شامل حال رہے۔

حدیث میں آتا ہے، حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جب تین آدمی سفر پر جائیں تو اپنے میں سے کسی ایک کو اپنا امیر مقرر کر لیں۔

(سنن ابی داؤد۔ کتاب الجہاد۔ باب فی القوم یسافرون یومرون)

بعض لوگ گروپوں کی شکل میں نکلتے ہیں تو اپنا امیر مقرر کر لیں۔ یہ بات ہمیشہ پیش نظر رہنی چاہئے کہ امیر ضرور مقرر کیا جائے اور پھر جب آپ نے امیر مقرر کر لیا تو اس کو مشورہ تو ضرور دیں، مشورہ دینے کا آپ حق رکھتے ہیں لیکن اگر وہ شریعت کے خلاف کوئی بات نہیں کر رہا تو اس کی ہر بات بھی ماننی پڑے گی۔ اور بچوں میں یہ روح پیدا کرنے کے لئے کہ یہ اللہ کے رسول کا حکم ہے کہ سفروں میں امیر مقرر کرو، بچوں کے ساتھ جب سفر کریں تو باپ یا جو بھی اس خاندان کا بڑا ہو جس کو بھی آپ امیر بنائیں، بتائے کہ یہ امیر ہے اور اس کی بات ماننی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے رسول نے بتایا ہے کہ سفروں میں امیر ہونا چاہئے۔ تو جب آپ بچوں کو اس طرح ٹریننگ دیں گے تو بچوں کو بچپن سے ہی نظام جماعت سے اطاعت کی بھی عادت پیدا ہو جائے گی اور ایک سفر سفر میں ہی بچوں کو سبق مل جائے گا۔

پھر ایک روایت ہے حضرت کعب بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ جب آنحضرت ﷺ سفر سے واپس آتے تو پہلے مسجد میں جاتے اور وہاں دو رکعت نفل نماز پڑھتے۔ (بخاری کتاب المغازی باب حدیث کعب بن مالک)

تو جیسا کہ پہلے بھی میں نے بتایا ہے کہ آپؐ نے ہمیں یہی تعلیم دی ہے کہ سفر سے واپسی پر توبہ کرتے ہوئے، اللہ کی تعریف کرتے ہوئے اس کا شکر ادا کرتے ہوئے اور اس سے دعائیں مانگتے ہوئے گھروں میں داخل ہو جاؤ۔ تو اس حدیث نے یہ نمونہ دیا کہ سفر سے واپس آ کر دو نفل مسجد میں ادا کرتے تھے۔ اب دیکھ لیں کیا ہوتا ہے۔ ہر ایک اپنا اپنا جائزہ لے سکتا ہے، اپنا محاسبہ کر سکتا ہے کہ نفل تو علیحدہ رہے بہت سے ایسے ہیں کہ سفر سے واپس آ کر بچوں میں یا دوسرے گھریلو معاملات میں یا اپنی مجلسوں میں اتنے کھو جاتے ہیں، دنیاوی معاملات میں اتنے زیادہ گم ہو جاتے ہیں کہ باوجود اس کے کہ آجکل کا سفر اُس زمانے کے سفر کے لحاظ سے بہت آرام دہ ہے، کوئی مقابلہ ہی نہیں اس زمانے کے سفر کے ساتھ،

لیکن پھر بھی جو فرض نمازیں ہیں وہ بھی قضا کر کے پڑھتے ہیں یا پڑھتے ہی نہیں اور تھکاوٹ کا بہانہ بنا لیتے ہیں۔ اگر ہر کوئی اپنا اپنا جائزہ لے تو آپ کو بڑی واضح تصویر سامنے آ جائے گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سب سستیاں دور کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

پھر ایک روایت میں آتا ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: سفر عذاب کا ایک ٹکڑا ہے۔ کیونکہ وہ تمہارے کھانے، پینے اور سونے میں روک بنتا ہے پس چاہئے کہ جب مسافر اپنا کام مکمل کر لے تو اپنے اہل کی طرف واپسی کے لئے جلدی کرے۔ (مسلم کتاب الامارۃ۔ باب السفر قطعۃ من العذاب واستحباب تعجیل المسافر الی اھلہ بعد قضاء مشغلۃ)

آجکل بھی آپ دیکھ لیں کہ باوجود اس کے کہ سفر میں بہت سی آسانیاں پیدا ہو گئی ہیں۔ جہازوں، کاروں، گاڑیوں وغیرہ کے ذریعے ہم ہزاروں سینکڑوں میل کا سفر گھنٹوں میں طے کر لیتے ہیں لیکن اس کے باوجود گھر سے بے گھر ہو کر ڈسٹرب (Disturb) ضرور ہوتے ہیں۔ آدمی کی وہ روٹین (Routine) نہیں رہتی جو اپنے گھر میں ہوتی ہے کھانے کے اوقات میں یا اس کی پسند میں تبدیلی آ جاتی ہے۔ بعض مریضوں اور خوراک کے معاملے میں خاص مزاج رکھنے والے لوگوں کو تو سفروں میں بہت دقت پیدا ہو جاتی ہے۔ پھر اوقات کی پابندی نہ ہونے کی وجہ سے نمازوں کی ادائیگی میں باقاعدگی نہیں رہتی، سونے جاگنے میں باقاعدگی نہیں رہتی۔ جن کو وقت پر فجر کی نماز پڑھنے کی عادت بھی ہو وہ بھی بعض دفعہ سفر کی وجہ سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتے اور نماز چھوٹ جاتی ہے۔ اور بعض لوگ جس طرح کہ پہلے میں نے کہا کہ رات دیر تک مجلسیں لگانے کی وجہ سے ان کی نمازیں قضا ہو جاتی ہیں۔ تو جب اللہ کے حقوق ادا نہ ہو رہے ہوں تو پھر سفر عذاب کا ایک ٹکڑا ہی بن جاتا ہے۔

پھر ایک روایت میں ہے حضرت خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا جو شخص کسی مکان میں رہائش اختیار کرتے یا کسی جگہ پڑاؤ ڈالتے وقت یہ دعا مانگے کہ میں اللہ تعالیٰ کے مکمل کلمات کی پناہ میں آتا ہوں اور اس شر سے جو اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہے پناہ چاہتا ہوں۔ عربی میں الفاظ یہ ہیں اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَاخَلَقَ. تو فرمایا کہ جب یہ دعا مانگو گے تو اس شخص کو رہائش اختیار کرنے یا اس جگہ سے کوچ کرنے تک کوئی چیز نقصان نہیں پہنچائے گی۔

(مسلم کتاب الذکر باب التعوذ من سوء القضاء و درك الشقاء وشرہ)

تو سچی نیت سے تقویٰ پر قائم رہتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے فرائض کی ادائیگی کرتے ہوئے جب مومن سچے دل سے یہ دعا مانگے گا تو اللہ تعالیٰ کے رسولؐ ضمانت دیتے ہیں کہ پھر تم ہر شر سے محفوظ رہو گے۔ تو اس سفر میں بھی جو آپ کا خالصۃً

للّٰہی سفر ہے اور آئندہ ہر قسم کے سفر میں اس دعا کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو ہمیشہ اپنی پناہ میں رکھے۔ دعاؤں پرزور دیں اور ہمیشہ سفروں میں دعاؤں پرزور دیتے رہیں کہ مسافر کی دعائیں بھی بہت قبول ہوتی ہیں۔

ایک روایت ہے، آپؐ نے فرمایا: تین دعائیں ایسی ہیں جو قبولیت کا شرف پاتی ہیں۔ مظلوم کی دعا، مسافر کی دعا اور باپ کی بیٹے کے بارے میں بددعا۔ (ترمذی کتاب الدعوات باب ماذکر فی دعوۃ المسافر)

تو یہ تو فرمایا کہ سفر میں دعائیں مانگو اور یہ بھی ہمیں بتا دیا کہ کیا کیا دعائیں مانگو کچھ تو میں پہلے بتا آیا ہوں۔ ان دعاؤں کے بارے میں ایک اور بھی روایت ملتی ہے کہ کیا دعا مانگنی چاہئے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر کرتے اور رات ہو جاتی تو آپؐ دعا کرتے کہ اے زمین! میرا اور تیرا رب اللہ ہے۔ میں تجھ سے اور جو کچھ تیرے اندر ہے اس کے شر سے، اور جو کچھ تیرے اندر پیدا کیا گیا ہے اس کے شر سے، اور جو کچھ تیرے اوپر چلتا ہے اس کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آتا ہوں۔ اور میں اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں شیر اور اژدہا اور سانپ اور بچھو کے شر سے اور شہروں کے رہنے والوں سے اور بدی کا آغاز کرنے والے سے اور اس بدی سے جس کا اس نے آغاز کیا۔ (سنن ابی داؤد کتاب الجہاد)

تو دیکھیں کئی جگہ جب آدمی جاتا ہے تو بہت سے ناپسندیدہ واقعات ہو جاتے ہیں۔ آپؐ نے ان سب سے پناہ مانگی ہے۔ ان ملکوں میں آپ لوگ جو پاکستان سے آئے ہیں یا یہاں بھی سفر کرتے رہتے ہیں یا دنیا میں احمدی کہیں بھی سفر کر رہے ہیں، ایک جگہ سے دوسری جگہ جاتے ہیں تو بعض برائیاں حملہ آور ہوتی ہیں، ان سے بچنے کی کوشش کرتے رہنا چاہئے۔

بہت زیادہ استغفار کرنے کی ضرورت ہے۔ خاص طور پر یہاں کے ماحول کی آزادی اور بعض ایسی غلط باتیں ہیں جن سے ہمیشہ بچتے رہنا چاہئے۔ آپ کی روایات آپ کے مذہب کی تعلیم یہی ہے کہ ان باتوں سے بچو اور اپنی روایات کو قائم رکھو اور اس معاشرے کی برائیوں کا زیادہ اثر نہ لو۔ لیکن اکثر لوگ اثر لے لیتے ہیں اور پھر وہ کہتے ہیں نا! ’کوا چلا ہنس کی چال اپنی بھی بھول گیا‘۔ پھر نہ اپنی چال رہتی ہے نہ ہنس کی چال رہتی ہے۔ تو کسی معاشرے کی اچھائیاں اپنانا اچھی بات ہے۔ بلکہ یہ مومن کی گمشدہ چیز ہے، متاع ہے۔ لیکن ہر معاشرے کی جو برائیاں ہیں ان سے ضرور بچنا چاہئے۔ اور یہ اچھائی اور برائی کی تمیز آپ کو اس وقت ہوگی جب آپ کو دین کے بارے میں بھی صحیح علم ہوگا۔ اس لئے اپنے دین کے سیکھنے پہ بھی بہت غور کرنا چاہئے۔

پھر ایک روایت ہے حضرت جابر بن عبداللہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سفر کی غرض سے روانہ

ہونے کیلئے سورج کے غروب ہو جانے سے رات کی سیاہی کے دور ہونے تک اپنے جانوروں کو نہ کھولو کیونکہ رات کی تاریکی میں شیاطین چھیڑ چھاڑ کرتے ہیں۔ (سنن ابی داؤد۔ کتاب الجہاد)

تو اس کا مطلب یہ ہے کہ رات کو سفر کرنے سے بچیں۔ یہاں بھی یورپ میں بھی اور دوسرے ملکوں میں بھی وقت بچانے کے لئے رات کا سفر کرنے کی کوشش ہوتی ہے۔ اور خاص طور پر جب کاموں سے فارغ ہو کر چاہے وہ دنیاوی کام ہوں یا دینی مقاصد کیلئے سفر ہوں اجتماعوں، جلسوں وغیرہ پر آنے جانے کے لئے اس طرح سفر کرنا چاہئے کہ اگر انتہائی مجبوری بھی ہو تو کم از کم نیند پوری ہو جائے۔ اور یہ تسلی ہو کہ راستہ بھی محفوظ ہے۔ بہت سے حادثات صرف نیند نہ لینے کی وجہ سے یا تھکاوٹ کی وجہ سے ہو جاتے ہیں۔ اور پھر ہم سب کی تکلیف کا باعث بنتے ہیں۔ اس لئے ہمارے محسن اعظم ﷺ نے جو بظاہر چھوٹی چھوٹی نصائح ہمیں فرمائی ہیں ان کو ضرور پیش نظر رکھنا چاہئے اور ان کے مطابق عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

پھر ایک روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے دعا کی کہ: اے اللہ میری امت کے علی الصبح کئے جانے والے سفروں میں برکت رکھ دے۔ یہ روایت حضرت صخرؓ غامدی کی ہے۔ پھر وہ کہتے ہیں کہ آنحضور ﷺ جب کسی سریّہ یا کسی لشکر کو روانہ فرماتے تو اسے دن کے پہلے حصے میں روانہ فرماتے۔ اور صخرؓ ایک تاجر شخص تھے وہ کہتے ہیں کہ وہ اپنے تجارتی اموال دن کے پہلے حصے میں روانہ کرتے تھے۔ اور اسی وجہ سے وہ مالدار ہو گئے اور ان کا مال بہت بڑھ گیا۔

(سنن ابی داؤد کتاب الجہاد باب فی الابتکار فی السفر)

تو کاروباری آدمی کو بھی سفر صبح کرنا چاہئے۔ کوئی بھی سفر ہو جلدی نکلنا چاہئے کیونکہ صبح کے سفر شروع کرنے میں بہت برکت ہے۔ آدمی اس دعا کا حقدار بن جاتا ہے جو آنحضرت ﷺ نے اپنی امت کے لئے کی۔ لیکن یہ ہمیشہ پیش نظر رہنا چاہئے کہ برکتیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہی ملتی ہیں۔ اس لئے یہ ہمیشہ مدنظر رہنا چاہئے کہ سفر شروع کرتے وقت بھی اور سفر کے دوران بھی اور واپسی پر بھی کہ اللہ تعالیٰ کا خوف اور اس کی عبادت سب سے اول ہے۔ جب اس سوچ کے ساتھ آپ اپنے کاروباری سفر کریں گے تو ان میں پہلے سے بہت زیادہ برکت پڑے گی....''

[خطبہ جمعہ فرمودہ 25/جون 2004ء بحوالہ خطبات مسرور جلد 2 ص 738-427]

جلسہ سالانہ اور اس کی تاریخ

مرتبہ: مکرم حبیب الرحمٰن زیروی صاحب

جلسہ سالانہ کی بنیاد حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے منشاء کے مطابق ۱۸۹۱ء میں رکھی آج سے سو سال قبل ۲۶ تا ۲۹ دسمبر ۱۹۰۵ء کو قادیان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ کا چودھواں جلسہ سالانہ منعقد ہوا تھا اس مضمون کا مقصد ۱۹۰۵ء کے جلسہ سالانہ قادیان کا مختصر تعارف پیش کرنا ہے۔لیکن ضروری معلوم ہوتا ہے کہ بطور تمہید جلسہ سالانہ کے اغراض و مقاصد بیان کئے جائیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جلسہ سالانہ میں شریک ہونے والوں کیلئے جو دعائیں کی ہیں اور ان سے جو توقعات وابستہ کی ہیں ان کا تذکرہ کیا جائے نیز ۱۹۰۵ء سے قبل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں جو تیرہ جلسہ سالانہ منعقد ہوئے ان کا مختصر خاکہ پیش کیا گیا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمۃ اللہ علیہ نے جلسہ سالانہ کے فوائد اور برکات بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

''اس جلسے کا ایک پس منظر ہے آج میں اس پس منظر پر اور جو جلسے اس وقت تک ہو چکے ہیں ان پر ایک طائرانہ نظر ڈالتے ہوئے کچھ بیان کرنا چاہتا ہوں۔

اس کا پس منظر یہ ہے کہ انیسویں صدی کی دوسری چوتھائی میں ہندوستان میں ایک بچہ پیدا ہوا اور اس نے ایک ایسے ماحول میں پرورش پائی۔ جو ماحول مذہبی اور دینی نہ تھا لیکن اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت ایک موجیں مارنے والے سمندر کی طرح جوش مار رہی تھی اور ایک جلا دینے والی آگ کی طرح اس کے دل میں بھڑک رہی تھی۔ مگر دنیا اس سے واقف نہ تھی۔اس کا خاندان (جو ایک رئیس خاندان تھا) اسے دنیوی لحاظ سے ایک نکما وجود سمجھتا تھا۔ان کے نزدیک نہ یہ دنیا کو کوئی فائدہ پہنچا سکتا تھا اور نہ خاندان کی عزت قائم رکھ سکتا تھا۔اس لئے وہ اس سے کلیۃً لاپرواہی برتا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ دستر خوان کے بچے کھچے ٹکڑے اس کے کھانے کیلئے رکھ دیئے جاتے تھے جیسا کہ خود اس پاک وجود نے فرمایا۔

لُفَاظَاتُ الْمَوَائِدِ کَانَ اُکُلِیْ (آئینہ کمالات ...... صفحہ ۵۹۶)

کہ اس زمانہ میں دستر خوان کے بچے ہوئے ٹکڑے مجھے کھانے کیلئے دیئے جاتے تھے۔ پس گھر والے بھی اس کو نہ پہچانتے تھے۔ وہ وجود اپنے خاندان سے بھی اوجھل اور پوشیدہ تھا۔ پھر جب ہم علاقہ کو دیکھتے ہیں تو اس میں اس مقدس وجود کا خاندان ایک رئیس خاندان تھا جو رؤسا اس پاک وجود کے والد کی ملاقات کیلئے آتے اور ان سے دوستانہ تعلقات رکھتے

تھے وہ بھی نہیں جانتے تھے کہ ان کا کوئی صاحبزادہ مرزا غلام احمد (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے نام سے بھی موسوم ہے۔ وہ ان کا متعارف نہیں تھا اور وہ اس سے متعارف نہیں تھے۔ پھر جس قصبہ میں وہ پاک وجود پیدا ہوا وہ قصبہ بھی غیر معروف تھا۔ اس قصبہ میں دنیا کو کوئی خوبی نظر نہ آتی تھی۔ دور کی دنیا تو کیا خود اس ملک کی نگاہ سے بھی قادیان اوجھل اور چھپا ہوا تھا۔

کوئی نہ جانتا تھا کہ ہے قادیاں کدھر

اس پس منظر میں ہم دیکھتے ہیں کہ ایک دن اللہ تعالیٰ نے ان ہزاروں لاکھوں خدمت گزاروں میں سے جو آستانۂ الوہیت پر پڑے رہتے تھے اس پاک وجود کو غلبۂ [دین] کے لئے اور اپنی قدرت کی زندہ تجلیات کے لئے چنا اور علاوہ اور بشارتوں کے اسے ایک یہ بشارت بھی دی کہ **ہم تجھے کثیر جماعت دیں گے، دنیا تیری مخالفت کرے گی، تجھے مٹانے کے درپے ہو جائے گی۔ ہر تدبیر اور ہر حربہ اختیار کیا جائے گا کہ تو مغلوب ہو جائے ناکام رہے۔ لیکن ہم تجھ سے یہ وعدہ کرتے ہیں اور تجھے بشارت دیتے ہیں کہ غلبہ آخر کار تجھ ہی کو حاصل ہو گا اور مخلصین اور فدائیوں کی ایک کثیر جماعت تجھے عطا کی جائے گی۔**

ان بشارتوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ پر پورا توکّل اور بھروسہ رکھتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وہ کام شروع کیا۔ جو اللہ تعالیٰ نے ان کے سپرد کیا تھا اور چونکہ خدا تعالیٰ ایک بڑی باوفا ہستی ہے۔ اس لئے اس نے بھی اُسی طرح آپ سے وفا کی جس طرح آپ اس سے وفا کر رہے تھے۔ یہ کثیر اور ہر دم بڑھتی ہوئی جماعت جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دی گئی۔ اس کے معلوم کرنے کا ایک پیمانہ ہمارا جلسہ سالانہ ہے۔ جس کی ابتدا یوں ہوئی ہے کہ ۱۸۹۱ء میں بعض دینی امور کے متعلق مشورہ کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بعض احباب جماعت کو قادیان بلایا۔ اس طرح اس جلسۂ مشاورت میں ۷۵ احباب شامل ہوئے۔ لیکن اس مشاورتی مجلس کے دوران ہی اس جلسہ سالانہ کی بنیاد رکھ دی گئی اور ابتدا کر دی گئی جو جلسہ کہ ہم ہر سال اپنے مرکز میں ہوتا دیکھتے ہیں۔ چنانچہ اس مجلس مشاورت کے تین دن بعد یعنی ۳۰؍دسمبر ۱۸۹۱ء کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک اشتہار اطلاع شائع فرمایا (جو حضور علیہ السلام کی کتاب آسمانی فیصلہ کے آخر میں بھی درج ہے) اس میں حضور علیہ السلام نے جلسہ سالانہ کا ان الفاظ میں اشتہار دیا۔ فرمایا:

’’تمام مخلصین داخلین سلسلہ بیعت اس عاجز پر ظاہر ہو کہ بیعت کرنے سے غرض یہ ہے کہ تا دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو اور اپنے مولیٰ کریم اور رسول مقبول ﷺ کی محبت دل پر غالب آ جائے اور ایسی حالت انقطاع پیدا ہو جائے جس سے سفر آخرت مکروہ معلوم نہ ہو۔ لیکن اس غرض کے حصول کے لئے صحبت میں رہنا اور ایک حصہ اپنی عمر کا اس راہ میں خرچ کرنا ضروری ہے۔ تا اگر خدا تعالیٰ چاہے تو کسی برہان یقینی کے مشاہدہ سے کمزوری اور ضعف اور کسل دور ہو اور یقین کامل پیدا ہو

کر ذوق اور شوق اور ولولہ عشق پیدا ہو جائے سو اس بات کے لئے ہمیشہ فکر رکھنا چاہئے اور دعا کرنا چاہئے کہ خدائے تعالیٰ یہ توفیق بخشے اور جب تک یہ توفیق حاصل نہ ہو کبھی کبھی ضرور ملنا چاہئے کیونکہ سلسلہ بیعت میں داخل ہو کر پھر ملاقات کی پرواہ نہ رکھنا ایسی بیعت سراسر بے برکت اور صرف ایک رسم کے طور پر ہوگی اور چونکہ ہر یک کے لئے بباعث ضعف فطرت یا کمی مقدرت یا بعد مسافت یہ میسر نہیں آسکتا کہ وہ صحبت میں آ کر رہے یا چند دفعہ سال میں تکلیف اٹھا کر ملاقات کے لئے آوے۔ کیونکہ اکثر دلوں میں ابھی ایسا اشتعال شوق نہیں کہ ملاقات کے لئے بڑی بڑی تکالیف اور بڑے بڑے حرجوں کو اپنے پر روا رکھ سکیں۔ **لہٰذا قرین مصلحت معلوم ہوتا ہے کہ سال میں تین روز ایسے جلسہ کے لئے مقرر کئے جائیں** جس میں تمام مخلصین اگر خدا تعالیٰ چاہے بشرط صحت وفرصت وعدم موانع قویہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو سکیں۔ سو میرے خیال میں بہتر ہے کہ وہ تاریخ ۲۷ر دسمبر سے ۲۹ر دسمبر تک قرار پائے۔ یعنی آج کے دن کے بعد جو تیس دسمبر ۱۸۹۱ء ہے۔ آئندہ اگر ہماری زندگی میں ۲۷ر دسمبر کی تاریخ آ جاوے تو حتی الوسع تمام دوستوں کو محض للہ ربانی باتوں کے سننے کیلئے اور دعا میں شریک ہونے کیلئے اس تاریخ پر آ جانا چاہئے۔ اور اس جلسہ میں ایسے حقائق ومعارف کے سنانے کا شغل رہے گا جو ایمان اور یقین اور معرفت کو ترقی دینے کے لئے ضروری ہیں اور نیز ان دوستوں کے لئے خاص دعائیں اور خاص توجہ ہوگی۔ اور حتی الوسع بدرگاہ ارحم الراحمین کوشش کی جائے گی کہ خدا تعالیٰ اپنی طرف ان کو کھینچے اور اپنے لئے قبول کرے اور پاک تبدیلی انہیں بخشے اور ایک عارضی فائدہ ان جلسوں میں یہ بھی ہوگا کہ ہر یک نئے سال میں جس قدر نئے بھائی اس جماعت میں داخل ہوں گے وہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو کر اپنے پہلے بھائیوں کے منہ دیکھ لیں گے اور روشناسی ہو کر آپس میں رشتۂ تودّد و تعارف ترقی پذیر ہوتا رہے گا اور جو بھائی اس عرصہ میں اس سرائے فانی سے انتقال کر جائے گا۔ اس جلسہ میں اس کیلئے دعائے مغفرت کی جائے گی اور تمام بھائیوں کو روحانی طور پر ایک کرنے کیلئے اور ان کی خشکی اور اجنبیت اور نفاق کو درمیان سے اٹھا دینے کیلئے بدرگاہ حضرت عزت جل شانہٗ کوشش کی جائے گی۔ اور اس روحانی جلسہ میں اور بھی کئی روحانی فوائد اور منافع ہوں گے جو انشاء اللہ القدیر وقتاً فوقتاً ظاہر ہوتے رہیں گے اور کم مقدرت احباب کے لئے مناسب ہوگا کہ پہلے ہی سے اس جلسہ میں حاضر ہونے کا فکر رکھیں۔ اور اگر تدبیر اور قناعت شعاری سے کچھ تھوڑا تھوڑا سرمایہ خرچ سفر کے لئے ہر روز یا ماہ بماہ جمع کرتے جائیں اور الگ رکھتے جائیں تو بلادقت سرمایہ سفر میسر آ جاوے گا۔ گویا یہ سفر مفت میسر ہو جائے گا اور بہتر ہوگا کہ جو صاحب احباب میں سے اس تجویز کو منظور کریں وہ مجھ کو ابھی بذریعہ اپنی تحریر خاص کے اطلاع دیں تا کہ ایک علیحدہ فہرست میں ان تمام احباب کے نام محفوظ رہیں کہ جو حتی الوسع والطاقت تاریخ مقررہ پر حاضر ہونے کے لئے اپنی آئندہ

زندگی کے لئے عہد کرلیں اور بدل و جان پختہ عزم سے حاضر ہو جایا کریں بجز ایسی صورت کے کہ ایسے موانع پیش آ جائیں۔ جن میں سفر کرنا اپنی حدِ اختیار سے باہر ہو جائے اور اب جو ۲۷ر دسمبر ۱۸۹۱ء کو دینی مشورہ کے لئے جلسہ کیا گیا اس جلسہ پر جس قدر احباب محض للہ تکلیف سفر اٹھا کر حاضر ہوئے۔ خدا ان کو جزائے خیر بخشے اور ان کے ہر یک قدم کا ثواب ان کو عطا فرماوے''۔ آمین ثم آمین (آسمانی فیصلہ۔ روحانی خزائن جلد ۴ صفحہ ۳۵۱ تا ۳۵۳)

پھر جب جلسہ کے ایام قریب آئے تو دسمبر ۱۸۹۲ء کے شروع میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے احباب جماعت کو ان الفاظ میں توجہ دلائی۔

''... بعد ہذا بخدمت جمیع احباب مخلصین التماس ہے کہ ۲۷ر دسمبر ۱۸۹۲ء کو مقام قادیان میں اس عاجز کے محبوں اور مخلصوں کا ایک جلسہ منعقد ہوگا اس جلسہ کے اغراض میں سے بڑی غرض تو یہ ہے کہ تا ہر ایک مخلص کو بالمواجہ دینی فائدہ اُٹھانے کا موقعہ ملے اور ان کے معلومات وسیع ہوں اور خدا تعالیٰ کے فضل و توفیق سے ان کی معرفت ترقی پذیر ہو۔ پھر اس کے ضمن میں یہ بھی فوائد ہیں کہ اس ملاقات سے تمام بھائیوں کا تعارف بڑھے گا اور اس جماعت کے تعلقات اخوت استحکام پذیر ہوں گے۔ ماسوا اس کے کہ اس جلسہ میں یہ بھی ضروریات میں سے ہے کہ یورپ اور امریکہ کی دینی ہمدردی کے لئے تدابیر حسنہ پیش کی جائیں کیونکہ اب یہ ثابت شدہ امر ہے کہ یورپ اور امریکہ کے سعید لوگ [دین حق] قبول کرنے کے لئے تیار ہو رہے ہیں.... سو بھائیو! یقیناً سمجھو کہ یہ ہمارے لئے ہی جماعت تیار ہونے والی ہے۔ خدا تعالیٰ کسی صادق کو بے جماعت نہیں چھوڑتا۔ انشاء اللہ القدیر سچائی کی برکت ان سب کو اس طرف کھینچ لائے گی۔ خدا تعالیٰ نے آسمان پر یہی چاہا ہے اور کوئی نہیں کہ اس کو بدل سکے۔

سو لازم ہے کہ اس جلسہ پر جو کئی بابرکت مصالح پر مشتمل ہے ہر ایک ایسے صاحب ضرور تشریف لاویں جو زادراہ کی استطاعت رکھتے ہوں اور اپنا سرمائی بستر لحاف وغیرہ بھی بقدر ضرورت ساتھ لاویں اور اللہ اور اس کے رسول کی راہ میں ادنیٰ ادنیٰ حرجوں کی پرواہ نہ کریں۔ خدا تعالیٰ مخلصوں کو ہر ایک قدم پر ثواب دیتا ہے اور اس کی راہ میں کوئی محنت اور صعوبت ضائع نہیں ہوتی اور مکرر لکھا جاتا ہے کہ اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔ یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلائے کلمہ [دین] پر بنیاد ہے۔ اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کے لئے قومیں تیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی کیونکہ یہ اس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔ عنقریب وہ وقت آتا ہے بلکہ نزدیک ہے کہ اس مذہب میں نہ نیچریت کا نشان رہے گا اور نہ نیچر کی تفریط پسند اور اوہام پرست مخالفوں کا نہ خوارق کے انکار کرنے والے باقی رہیں گے اور نہ ان میں بیہودہ اور بے اصل اور

مخالف قرآنی روایتوں کو ملانے والے اور خدا تعالیٰ اس اُمت وسط کے لئے بین بین کی راہ زمین پر قائم کر دے گا۔ وہی راہ جس کو قرآن لایا تھا، وہی راہ جو رسول کریم ﷺ نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو سکھلائی تھی، وہی ہدایت جو ابتدا سے صدیق اور شہید اور صلحاء پاتے رہے۔ یہی ہوگا ضرور یہی ہوگا۔ جس کے کان سننے کے ہوں سنے۔ مبارک وہ لوگ جن پر سیدھی راہ کھولی جائے۔ بالآخر میں دعا پر ختم کرتا ہوں کہ ہر ایک صاحب جو اس للّٰہی جلسہ کیلئے سفر اختیار کریں۔ خدا تعالیٰ ان کے ساتھ ہو اور ان کو اجر عظیم بخشے اور ان پر رحم کرے اور ان کی مشکلات اور اضطراب کے حالات ان پر آسان کر دیوے اور ان کے ہم و غم دور فرماوے اور ان کو ہر یک تکلیف سے مخلصی عنایت کرے اور ان کی مرادات کی راہیں ان پر کھول دیوے اور روز آخرت میں اپنے ان بندوں کے ساتھ ان کو اٹھاوے جن پر اس کا فضل و رحم ہے اور تا اختتام سفر ان کے بعد ان کا خلیفہ ہو۔ اے خدا!! اے ذوالمجد والعطاء!!! اور رحیم اور مشکل کشا!!! یہ تمام دعائیں قبول کر اور ہمیں ہمارے مخالفوں پر روشن نشانوں کے ساتھ غلبہ عطا فرما۔ کہ ہر یک قوت اور طاقت تجھ ہی کو ہے۔ آمین ثم آمین''

(اشتہار ۷ر دسمبر ۱۸۹۲ء مطبوعہ ریاض ہند پریس قادیان۔ مجموعہ اشتہارات جلد اصفحہ ۳۴۰ تا ۳۴۲)

سالانہ جلسہ کے اجراء میں مشکلات اور تائید غیبی:

سالانہ جلسہ کا آغاز مشکلات کے ہجوم میں ہوا۔ حضرت اقدسؑ کے خلاف فتویٰ کفر نے ملک بھر میں فضا قائم کر دی تھی علاوہ ازیں مسجد چینیانوالی لاہور کے امام مولوی رحیم بخش صاحب نے زور شور سے فتویٰ دیا کہ ایسے جلسے میں جانا بدعت بلکہ معصیت ہے اور جو (دین حق) میں ایسا امر پیدا کرے وہ مردود ہے۔ مذہبی اعتبار ہی سے نہیں بلکہ اقتصادی اعتبار سے بھی اس اجتماع کا سلسلہ جاری رہنا بظاہر ناممکن تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جہاں قدم قدم پر تائید و نصرت فرمائی وہاں پردہ غیب سے اس مبارک تقریب کے جاری رہنے کے سامان بھی پیدا کر دیئے۔ چنانچہ منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی کا بیان ہے کہ ''ایک دفعہ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر خرچ نہ رہا ان دنوں جلسہ سالانہ کے لئے چندہ جمع ہو کر نہیں جاتا تھا حضور اپنے پاس سے ہی صرف فرماتے تھے۔ میر ناصر نواب صاحب مرحوم نے آ کر عرض کی کہ رات کو مہمانوں کیلئے کوئی سالن نہیں ہے آپ نے فرمایا کہ بیوی صاحبہ سے کوئی زیور لے کر جو کفایت کر سکے فروخت کر کے سامان کر لیں۔ چنانچہ زیور فروخت یا رہن کر کے میر صاحب روپیہ لے آئے اور مہمانوں کیلئے سامان بہم پہنچا دیا دو دن کے بعد پھر میر صاحب نے رات کے وقت میری موجودگی میں کہا کہ کل کے لئے پھر کچھ نہیں۔ فرمایا کہ ہم نے برعایت ظاہری اسباب کے انتظام کر دیا تھا اب ہمیں ضرورت نہیں جس کے مہمان ہیں وہ خود کرے گا اگلے دن آٹھ یا نو بجے جب چٹھی رسان آیا تو حضور نے میر صاحب کو اور مجھے بلایا چٹھی رسان کے ہاتھ میں دس یا پندرہ کے قریب منی آرڈر ہوں گے جو

مختلف جگہوں سے آئے تھے سو سو پچاس پچاس روپے کے اور ان پر لکھا تھا کہ ہم حاضری سے معذور رہیں مہمانوں کے صرف کیلئے یہ روپے بھیجے جاتے ہیں آپ نے وصول فرما کر توکل پر تقریر فرمائی کہ جیسا کہ ایک دنیا دار کو اپنے صندوق میں رکھے ہوئے روپوں پر بھروسہ ہوتا ہے کہ جب چاہوں گا نکال لوں گا اس سے زیادہ ان لوگوں کو جو اللہ تعالیٰ پر پورا توکل کرتے ہیں اللہ تعالیٰ پر یقین ہوتا ہے اور ایسا ہی ہوتا ہے کہ جب ضرورت ہوتی ہے تو فوراً خدا تعالیٰ بھیج دیتا ہے۔''

(تاریخ احمدیت جلد اول صفحہ 444'445)

پہلا جلسہ سالانہ (۱۸۹۱ء): حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے ''آسمانی فیصلہ'' میں مجوزہ انجمن کی تشکیل پر مزید غور کرنے کیلئے جماعت کے دوستوں کو ہدایت فرمائی کہ وہ 27 دسمبر 1891ء کو قادیان پہنچ جائیں چنانچہ اس تاریخ کو بیت اقصیٰ میں احباب جمع ہوئے بعد نماز ظہر اجلاس کی کارروائی شروع ہوئی سب سے قبل مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے حضرت اقدسؑ کی تازہ تصنیف (آسمانی فیصلہ) پڑھ کر سنائی پھر یہ تجویز رکھی گئی کہ مجوزہ انجمن کے ممبر کون کون صاحبان ہوں۔ اور کس طرح اس کی کارروائی کا آغاز ہو حاضرین نے بالاتفاق یہ قرار دیا کہ سردست یہ رسالہ شائع کر دیا جائے اور مخالفین کا عندیہ معلوم کر کے بتراضی فریقین انجمن کے ممبر مقرر کئے جائیں اس کے بعد جلسہ ختم ہوا اور حضرت اقدس سے دوستوں نے مصافحہ کیا یہ جماعت احمدیہ کا سب سے پہلا تاریخی اجتماع اور پہلا سالانہ جلسہ تھا جس میں ۷۵۔ احباب شامل تھے۔

مستقل رنگ میں سالانہ جلسہ کے انعقاد کا فیصلہ

حضرت اقدسؑ نے ۱۸۹۱ء میں جلسہ کے معاً بعد بذریعہ اشتہار تمام جماعت کو اس فیصلے کی اطلاع دی کہ آئندہ ہر سال ۲۷'۲۸'۲۹ دسمبر کی تاریخوں میں جماعت کا جلسہ منعقد ہوا کرے گا۔''

دوسرا جلسہ سالانہ (۱۸۹۲ء): چنانچہ اگلے سال دسمبر ۱۸۹۲ء سے یہ بابرکت اجتماع مستقل طور پر شروع ہوا۔ جس کا سلسلہ خدا تعالیٰ کے فضل سے پوری کامیابی سے اب تک جاری ہے۔ ۱۸۹۲ء کا جلسہ جو بڑا جلسہ کہلاتا ہے ڈھاب کے کنارے ایک وسیع چبوترہ پر ہوا جو ڈھاب کی بھرتی سے جلسہ گاہ کے قریب ہی تیار ہوا تھا یہی وہ چبوترہ ہے جس پر بعد کو مدرسہ احمدیہ، مہمان خانہ اور حضرت خلیفۃ المسیح الاول کا مکان تیار ہوا مگر جلسے کے وقت ان عمارتوں کی فقط بنیادیں اٹھی تھیں۔ ۲۷ دسمبر ۱۸۹۲ء کو جلسہ گاہ میں ایک اونچے چوبی تخت پر حضرت اقدس علیہ السلام کیلئے قالین بچھا دیا گیا اور حضورؑ اس پر جلوہ افروز ہوئے۔ سب سے پہلے حضرت مولانا نور الدین نے وفات مسیحؑ کے متعلق ایک پر معارف تقریر کی ازاں بعد سید حامد شاہ صاحب نے ایک قصیدہ مدحیہ سنایا۔ اس کے بعد حضرت اقدس علیہ السلام نے ''توضیح مرام'' کا وہ مقام نکالا جس پر مخالفین نے ملائکہ کی بحث پر نادانی سے اعتراض کیا تھا اور بڑی شرح و بسط سے ایک روح پرور تقریر فرمائی جس سے

حاضرین کے دل پگھل گئے اور سب پر عجیب کیفیت طاری ہوگئی۔ اس ایمان افروز خطاب کے علاوہ حضور نے عصر اور مغرب کے بعد بھی اپنے خدام کو روح پرور کلمات سے نوازا۔

دوسرے دن ۲۸ دسمبر ۱۸۹۲ء کو یورپ اور امریکہ میں تبلیغ دین کیلئے ایک مجلس شوریٰ منعقد ہوئی جس میں معزز حاضرین نے اپنی اپنی رائے پیش کی اور قرار پایا کہ ایک رسالہ جو ضروریات دین حق کا جامع اور عقائد کا خوبصورت چہرہ نمایاں کرتا ہو یورپ اور امریکہ میں مفت تقسیم کیا جائے اس کے بعد قادیان میں اپنا مطبع قائم کرنے کیلئے تجاویز پیش ہوئیں اور ایک فہرست ان احباب کے چندہ کی مرتب کی گئی جو مطبع کیلئے چندہ بھیجتے رہیں گے یہ بھی قرار پایا کہ ایک اخبار اشاعت حق اور ہمدردی دین حق کے لئے جاری کیا جائے نیز تجویز ہوئی کہ مولانا سید محمد احسن صاحب امروہی اس سلسلے کے واعظ مقرر ہوں اور وہ پنجاب اور ہندوستان کا دورہ کریں۔ مجلس شوریٰ میں سالانہ جلسہ کے اغراض و مقاصد کی تکمیل اور دیگر انتظامات کی غرض سے ایک کمیٹی بھی تجویز کی گئی جس کے صدر حضرت مولانا نورالدین صاحب اور سیکرٹری مرزا خدا بخش صاحب بنے اور شیخ رحمت اللہ صاحب میونسپل کمشنر گجرات۔ منشی غلام قادر صاحب فصیح میونسپل کمشنر سیالکوٹ اور مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی ممبر قرار پائے۔ مجلس شوریٰ کے ان اہم فیصلوں کے بعد یہ دعا پر جلسہ برخاست ہوا۔ اس جلسہ میں کم و بیش چالیس افراد نے بیعت کی۔ (تاریخ احمدیت جلد اول صفحہ ۴۴۸۔۴۴۳)

سالانہ جلسہ کہاں کہاں منعقد ہوا: حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں ۱۸۹۲ء کے سالانہ جلسہ کے سوا (جو ڈھاب کے کنارے ہوا) باقی جلسے بیت اقصیٰ میں منعقد ہوئے۔

التوائے جلسہ ۲۷ دسمبر ۱۸۹۳ء: ۱۸۹۳ء میں حضرت مسیح موعود نے جلسہ کو ملتوی فرمادیا اس سلسلہ میں حضور نے ایک اشتہار شائع فرمایا جس میں جلسہ کے التواء کی وجوہات بیان کیں۔ حضور نے فرمایا:۔

''ہم افسوس سے لکھتے ہیں کہ چند ایسے وجوہ ہم کو پیش آئے جنہوں نے ہماری رائے کو اس طرف مائل کیا کہ اب کی دفعہ اس جلسہ کو ملتوی رکھا جائے اور چونکہ بعض لوگ تعجب کرینگے کہ اس التواء کا موجب کیا ہے۔ لہٰذا بطور اختصار کسی قدر ان وجوہ میں سے لکھا جاتا ہے:۔ اول یہ کہ اس جلسہ سے مدعا اور اصل مطلب یہ تھا کہ ہماری جماعت کے لوگ کسی طرح بار بار کی ملاقاتوں سے ایک ایسی تبدیلی اپنے اندر حاصل کرلیں کہ ان کے دل آخرت کی طرف بکلی جھک جائیں اور ان کے اندر خدا تعالیٰ کا خوف پیدا ہو اور وہ زہد اور تقویٰ اور خدا ترسی اور پرہیزگاری اور نرم دلی اور باہم محبت اور مواخات میں دوسروں کیلئے ایک نمونہ بن جائیں اور انکسار اور تواضع اور راستبازی ان میں پیدا ہو اور دینی مہمات کیلئے سرگرمی اختیار کریں لیکن اس پہلے جلسہ کے بعد ایسا اثر نہیں دیکھا گیا بلکہ خاص جلسہ کے دنوں میں ہی بعض کی شکایت سنی گئی کہ وہ اپنے بعض

بھائیوں کی بدخوئی سے شاکی ہیں اور بعض اس مجمع کثیر میں اپنے اپنے آرام کیلئے دوسرے لوگوں سے کج خلقی ظاہر کرتے ہیں گویا وہ مجمع ہی ان کیلئے موجب ابتلاء ہو گیا۔

جب تک مہمانداری کے پورے وسائل میسر نہ ہوں اور جب تک خدا تعالیٰ ہماری جماعت میں اپنے خاص فضل سے کچھ مادہ رفق اور نرمی اور ہمدردی اور خدمت اور جفاکشی کا پیدا نہ کرے۔ تب تک یہ جلسہ قرین مصلحت معلوم نہیں ہوتا حالانکہ دل تو یہی چاہتا ہے کہ مبائعین محض للہ سفر کر کے آویں اور میری صحبت میں رہیں اور کچھ تبدیلی پیدا کر کے جائیں کیونکہ موت کا اعتبار نہیں میرے دیکھنے میں مبائعین کو فائدہ ہے مگر مجھے حقیقی طور پر وہی دیکھتا ہے جو صبر کے ساتھ دین کو تلاش کرتا ہے اور فقط دین کو چاہتا ہے سو ایسے پاک نیت لوگوں کا آنا ہمیشہ بہتر ہے کسی جلسہ پر موقوف نہیں بلکہ دوسرے وقتوں میں وہ فرصت اور فراغت سے باتیں کر سکتے ہیں۔ اور **یہ جلسہ ایسا تو نہیں ہے کہ دنیا کے میلوں کی طرح** خواہ نخواہ التزام اس کا لازم ہے بلکہ اس کا انعقاد صحت نیت اور حسن ثمرات پر موقوف ہے ورنہ بغیر اس کے ہیچ اور جب تک یہ معلوم نہ ہو اور تجربہ شہادت نہ دے کہ اس جلسہ سے دینی فائدہ یہ ہے اور لوگوں کے چال چلن اور اخلاق پر اس کا یہ اثر ہے تب تک ایسا جلسہ صرف فضول ہی نہیں بلکہ اس علم کے بعد کہ اس اجتماع سے نتائج نیک پیدا نہیں ہوتے ایک معصیت اور طریق ضلالت اور بدعت شنیعہ ہے میں ہرگز نہیں چاہتا کہ حال کے بعض پیرزادوں کی طرح صرف ظاہری شوکت دکھانے کیلئے اپنے مبائعین کو اکٹھا کروں بلکہ وہ علت غائی جس کے لئے میں حیلہ نکالتا ہوں اصلاح خلق اللہ ہے پھر اگر کوئی امر یا انتظام موجب اصلاح نہ ہو بلکہ موجب فساد ہو تو مخلوق میں سے میرے جیسا اس کا کوئی دشمن نہیں.... غرض ان وجوہ کے باعث سے اب کے سال التوائے جلسہ مناسب دیکھتا ہوں آگے اللہ جل شانہ کا جیسا ارادہ ہو کیونکہ اس کا ارادہ انسان ضعیف کے ارادہ پر غالب ہے مجھے معلوم نہیں کہ کیا ہونے والا ہے اور میں نہیں جانتا کہ خدا تعالیٰ کا منشاء میری اس تحریر کے موافق ہے یا اس کی تقدیر میں وہ امر ہے جو اب تک مجھے معلوم نہیں۔ وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْ اِلَی اللّٰهِ وَ اَتَوَکَّلُ عَلَیْهِ هُوَ مَوْلٰنَا نِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْرُ........ خاکسار، غلام احمد قادیان (شہادت القرآن۔ روحانی خزائن جلد نمبر ۶ صفحہ ۳۹۴ تا ۴۰۰)

چوتھا جلسہ سالانہ (۱۸۹۴ء): منعقدہ دسمبر ۱۸۹۴ء۔ بمقام بیت الاقصیٰ قادیان

یہ جلسہ تواریخ مقررہ پر بیت الاقصیٰ قادیان میں منعقد ہوا اس جلسہ میں شرکت کیلئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بعض احباب کو بذریعہ خطوط بھی مدعو فرمایا جس کی وجہ سے احباب پہلے سے زیادہ تعداد میں شریک ہوئے۔ اس جلسہ میں حضرت حکیم مولوی نورالدین صاحب نے بھی خطاب فرمایا۔ (حیات نور صفحہ ۳۰۶)

پانچواں جلسہ سالانہ (۱۸۹۵ء): منعقدہ دسمبر ۱۸۹۵ء۔ بمقام بیت الاقصیٰ قادیان

یہ جلسہ بھی مقررہ تاریخوں پر بیت الاقصیٰ قادیان میں منعقد ہوا۔(نوٹ اس وقت جلسہ کی روئداد قلم بند کئے جانے کا کوئی انتظام نہیں تھا لہٰذا اس جلسہ کے بارہ میں مزید تفصیل دستیاب نہیں ہو سکی۔)

جلسہ مذاہب عالم (۱۸۹۶ء):۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹ دسمبر ۱۸۹۶ء کو لاہور میں تمام مذاہب کے سرکردہ لیڈروں کی اتفاق رائے سے ''جلسہ اعظم مذاہب'' ہونا قرار پایا جو کہ انیسویں صدی کی ایک زبردست یادگار خیال کیا جاتا ہے۔اس جلسہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا شہرۂ آفاق مضمون جو کہ بعد میں ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' کے نام سے شائع ہوا پڑھا گیا اس مضمون کی بابت اللہ تعالیٰ نے جلسہ کے انعقاد سے قبل آپ کو الہاماً یہ اطلاع دی کہ **''مضمون بالا رہا''** چنانچہ ایسا ہی ہوا حضور کے مضمون کے متعلق ہندوؤں کی مرتبہ رپورٹ کے مطابق قریباً ۷ ہزار افراد نے جن میں بڑے بڑے رؤسا، عمائدین پنجاب، علماء فضلاء، بیرسٹر، وکیل پروفیسر غرضیکہ اعلیٰ اعلیٰ طبقہ کی مختلف برانچوں کے ہر قسم کے آدمی موجود تھے۔اس مضمون کو نہایت خوشی اور دلچسپی سے سنا۔

☆اس جلسہ کی اہمیت کے پیش نظر اس سال جلسہ سالانہ قادیان کا انعقاد ملتوی کر دیا گیا۔

چھٹا جلسہ سالانہ (۱۸۹۷ء):منعقدہ ۲۵ دسمبر ۱۸۹۷ء تا یکم جنوری ۱۸۹۸ء

<u>اس سال تین جلسے منعقد ہوئے</u>:پہلا جلسہ ڈائمنڈ جوبلی کی تقریب پر ۲۰، ۲۱، ۲۲ جون کو ہوا۔ چونکہ ۱۸۹۷ء کی خوشی کی یادگاروں میں سب سے عظیم ترین مسرت مجسم یادگار ڈائمنڈ جوبلی ہی تھی۔اس لئے اس مبارک اور مقدس انسان نے بھی اپنی جماعت کے ہمراہ اس تقریب پر خوشی منائی۔اس جلسہ کیلئے پہلے سے اعلان کیا شائع کر دیا گیا تھا۔

دوسرا جلسہ حضور کے لخت جگر جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد سلمہ اللہ کے ختم قرآن کی تقریب پر ۷ جون ۱۸۹۷ء کو ہوا۔اس جلسہ پر بھی بہت سے احباب تشریف لائے جو آمین حضور نے اس موقع کیلئے تالیف فرمائی ہے اس کو دیکھ کر انسان کو پتہ لگ سکتا ہے کہ حقیقی خوشی کیا چیز ہے اور خدا کے بندوں کی خوشیاں کیا رنگ رکھتی ہیں۔ان کی آرزوؤں اور تمناؤں کی حد کیا ہوتی ہے بظاہر وہ آمین ایک ہدایت نامہ ہے جو انسان کی زندگی کیلئے بہت سے مراحل کو آسان کر دینے والا ہے بشرطیکہ اس پر عمل ہو۔

تیسرا جلسہ وہ سالانہ جلسہ ہے جس کی یہ رپورٹ ہے یہ جلسہ ۲۵ دسمبر ۱۸۹۷ء سے شروع ہو کر یکم جنوری ۱۸۹۸ء تک رہا۔اس جلسہ میں دور دراز کے احباب شریک تھے۔اس جلسہ کے متعلق قابل ذکر دو امر ہیں کہ حضور مسیح الزمان کو ایک مجمع کثیر کے سامنے اپنی عملی زندگی سے ان نصائح اور ہدایت کے موثر بنانے کا موقع ملا جو آپ نے فرمائی تھیں جلسہ بہت بارونق

اور نرالی قسم کا تھا بہت سے جلسے دیکھے گئے اور ناظرین نے بھی دیکھے ہونگے اس جلسہ کی علت غائی اور غرض وغایت اگر کچھ تھی تو [دین حق] وراس کا اصلی نمونہ خدا پرستی اور خدا نمائی مقصود تھا بجز اس کے اور کوئی ذکر اور بات ہی نہ تھی الغرض پوری کامیابی کے ساتھ یہ جلسہ بھی ختم ہوا اور دوسری بات جس کا ہم ذکر کرنا چاہتے تھے خصوصیت سے قابل ذکر ہے وہ یہ کہ اسی جلسہ کی تقریب پر سالانہ جلسہ کی روئیداد اور تقریروں کو شائع کرنے کی تجویز دی تھی یہ تجویز جناب مخدومنا مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی کے پیش کی تھی۔

اس جلسہ سالانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تین تقاریر فرمائیں پہلی تقریر ''تقویٰ'' اختیار کرنے کے بارہ میں تھی۔ دوسری تقریر حضور نے ۲۸ دسمبر ۱۸۹۷ء کو فرمائی تیسری تقریر ''دعا'' کے موضوع پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۳۰ دسمبر ۱۸۹۷ء کو فرمائی علاوہ ازیں حضرت مولانا حکیم نور الدین صاحب بھیروی نے ۲۷ دسمبر کو تقریر فرمائی اور حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے ۲۹ دسمبر اور ۳۱ دسمبر کو تقاریر فرمائیں اور یکم جنوری ۱۹۹۸ء کو یہ جلسہ بخیر وخوبی اختتام پذیر ہوا۔

ساتواں جلسہ سالانہ (۱۸۹۸ء)

۱۸۹۸ء کا جلسہ سالانہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے ملتوی فرما دیا تھا۔ اعلان درج ذیل ہے۔

''دسمبر میں تعطیلوں کے دنوں میں ہمیشہ جلسہ ہوتا تھا لیکن اب کے دسمبر میں میں اور میرے گھر کے لوگ اور اکثر خادمہ عورتیں اور مرد موسمی بیماری سے بیمار ہیں خدمت مہمانوں میں فتور ہوگا اور بھی کئی اسباب ہیں جن کا لکھنا موجب تطویل ہے۔ اس لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ اب کی دفعہ کوئی جلسہ نہیں ہے ہمارے سب دوست مطلع رہیں'' (راز حقیقت، روحانی خزائن جلد ۱۴ صفحہ ۱۵۳)

آٹھواں جلسہ سالانہ (۱۸۹۹ء): منعقدہ ۲۸ دسمبر ۱۸۹۹ء۔ بمقام بیت الاقصیٰ قادیان

اس جلسہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۲۸ دسمبر ۱۸۹۹ء کو تقریر فرمائی۔ جس میں حضور نے انسانی نفس کی تین حالتوں، قلب ودماغ کی ماہیت روح کی حقیقت اللہ تعالیٰ کی معرفت کے حصول کے ذرائع۔ منعم علیہ گروہ کی چار اقسام قبولیت دعا کے آداب تقویٰ کے مدارج منعم علیہ گروہ کی اقسام اسلامی پردہ کی حقیقت الدجال یاجوج ماجوج کی حقیقت اور وفات مسیح وغیرہ کے بارے میں بیان فرمایا۔ اس جلسہ سالانہ پر لوگ کم آئے اس پر حضرت اقدس نے بہت اظہار افسوس کرتے ہوئے فرمایا ''ہنوز لوگ ہمارے اغراض سے واقف نہیں کہ ہم کیا چاہتے ہیں کہ وہ بن جائیں وہ غرض جو ہم چاہتے ہیں اور جس کیلئے ہمیں اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا ہے وہ پوری نہیں ہوسکتی جب تک لوگ یہاں بار بار نہ آئیں اور آنے سے ذرا بھی نہ اکتائیں۔ یہ وسوسہ ہے جسے دلوں سے دور پھینکنا چاہئے۔ میں نے بعض کو یہ کہتے سنا ہے کہ ہم یہاں بیٹھ کر کیوں

حضرت صاحب کو تکلیف دیں ہم تو نکمے ہیں یوں ہی روٹی بیٹھ کر کیوں توڑا کریں وہ یاد رکھیں یہ شیطانی وسوسہ ہے جو شیطان نے ان کے دلوں میں ڈالا ہے کہ ان کے پیر یہاں جمنے نہ پائیں۔ جو شخص ایسا خیال کرتا ہے کہ آنے میں اس پر بوجھ پڑتا ہے یا ایسا سمجھتا ہے کہ یہاں ٹھہرنے میں ہم پر بوجھ ہوگا اسے ڈرنا چاہئے کہ وہ شرک میں مبتلا ہے ہمارا تو اعتقاد ہے کہ اگر سارا جہان ہمارا عیال ہو جائے تو ہمارے مہمات کا متکفل خدا تعالیٰ ہے ہم پر ذرا بھی بوجھ نہیں ہمیں تو دوستوں کے وجود سے بڑی راحت پہنچتی ہے۔(ملفوظات جلد اول صفحہ ۳۰۱)

نواں جلسہ سالانہ (۱۹۰۰ء): منعقدہ ۲۶، ۲۷، ۲۸ دسمبر ۱۹۰۰ء بمقام بیت الاقصیٰ قادیان

۲۸ دسمبر کو بعد نماز جمعہ (جو حضرت حکیم مولانا نورالدین نے پڑھائی) حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حاضرین جلسہ سے خطاب فرمایا۔ جس میں حضرت اقدس نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی سیرت مبارکہ کا تذکرہ فرمایا اور بتایا کہ محبوب الٰہی بننے کیلئے واحد راہ اطاعت رسول اکرم ﷺ ہے۔

دسواں جلسہ سالانہ (۱۹۰۱ء): منعقدہ ۲۷، ۲۸ دسمبر ۱۹۰۱ء بمقام بیت الاقصیٰ قادیان

۲۷ر دسمبر کو بعد نماز عصر حضرت مسیح موعود نے تقریر فرمائی جس میں مامورین کی بعثت کی غرض مامورین پر ایمان لانے والوں اور نہ ماننے والوں کے انجام کا ذکر، دین حق اور حضرت محمد ﷺ کی حقانیت کے دلائل بہشت و دوزخ کی حقیقت، قرآن کریم کے فضائل حضرت محمد ﷺ کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر فضیلت اور سچے متبع دین حق کی تعریف بیان فرمائی نیز جماعت کو نصائح فرمائیں۔

۲۸ر دسمبر کو حضرت اقدس نے اپنی تقریر میں دابۃ الارض کی تشریح، سورۃ العصر کی تفسیر اور مرشد و مرید کے تعلقات کی وضاحت فرمائی اور جماعت کو نصائح فرمائیں۔

۲۸ دسمبر کو ہی حضرت حکیم مولانا نورالدین صاحب نے وعظ فرمایا جس میں آپ نے سورہ جمعہ کی تفسیر بیان فرمائی۔ نواب محمد علی خان صاحب آف مالیر کوٹلہ ڈائری میں ۲۶ر دسمبر ۱۹۰۱ء کو تحریر فرماتے ہیں۔

''آج اس قدر انبوہ تھا کہ حضرت اقدس کی بات کا سننا بڑا مشکل، اس لئے آج جو..تقریر کی وہ پوری سنائی نہ دی یہ تقریریں بڑی زبردست تھیں۔

۲۷ دسمبر ۱۹۰۱ء کی تاریخ میں تحریر ہے۔''ایک بجے جمعہ کو گیا بیت الصلوٰۃ میں اس قدر انبوہ تھا کہ باوجود اس قدر وسعت کے جگہ نہ تھی بعد نماز عصر تا مغرب حضرت اقدس نے تقریر کی دو گھنٹہ بیس منٹ پورے کھڑے ہو کر تقریر کی تقریر بڑی لطیف تھی۔'' (....احمد جلد دوئم صفحہ ۵۴۹۔ ۵۵۰۔ مولفہ ملک صلاح الدین صاحب ایم۔اے)

گیارھواں جلسہ سالانہ (۱۹۰۲ء)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے ۱۹۰۲ء کا جلسہ ملک میں وبا کی وجہ سے ملتوی فرمادیا۔

بارھواں جلسہ سالانہ (۱۹۰۳ء): منعقدہ ۲۶، ۲۷ دسمبر ۱۹۰۳ء بمقام بیت الاقصیٰ قادیان

۲۶ دسمبر کو بعد نماز ظہر حضرت مسیح موعود نے بیت الاقصیٰ میں ایک تقریر فرمائی جس میں سلسلہ احمدیہ کے قیام کی غرض بیان فرمائی نیز حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب کی شہادت کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا وہ ایک اسوہ چھوڑ گئے ہیں اور اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ اس قسم کی شہادت واقع ہوئی ہے کہ اس کی نظیر تیرہ سو سال میں ملنی محال ہے۔ جماعت کو چاہئے اس کتاب (تذکرہ شہادتین) کو بار بار پڑھیں اور فکر کریں اور دعا کریں کہ ایسا ہی ایمان حاصل ہو۔ علاوہ ازیں جماعت کو نصائح فرمائیں۔

۲۷ ردسمبر کو حضرت مولانا محمد احسن صاحب امروہوی نے اپنی تصنیف "**سر الشہادتین فی بیان ذبح الشاتین**" پڑھ کر سنائی۔ بیت الصلوٰۃ احباب سے پرتھی لوگ ماہئی بے آب کی طرح تڑپ رہے تھے کہ کس طرح آگے بڑھیں اور سنیں لیکن جگہ نہ ملتی تھی۔ اسی روز بعد نماز عصر حضرت مسیح موعود نے بھی تقریر فرمائی۔

۲۵ دسمبر کو ہی بہت سے احباب بیرون جات سے قادیان پہنچ چکے تھے۔ اس لئے حضرت مسیح موعود نے مہتمم لنگر خانہ میاں نجم الدین صاحب کو بلا کرتا کیداً فرمایا۔ دیکھو بہت سے مہمان آئے ہوئے ہیں ان میں سے بعض کو تم شناخت کرتے ہو اور بعض کو نہیں اس لئے مناسب یہ ہے کہ سب کو واجب الاکرام جان کر تواضع کرو سردی کا موسم ہے چائے پلاؤ اور تکلیف کسی کو نہ ہو تم پر حسن ظن ہے کہ مہمانوں کو آرام دیتے ہو۔ ان سب کی خوب خدمت کرو اگر کسی کو گھر یا مکان میں سردی ہو تو لکڑی کوئلہ کا انتظام کردو۔" (ملفوظات جلد سوم صفحہ ۴۹۲)

تیرھواں جلسہ سالانہ (۱۹۰۴ء): منعقدہ ۲۹، ۳۰ دسمبر ۱۹۰۴ء بمقام بیت الاقصیٰ قادیان

دسمبر کے آخری ہفتہ میں چونکہ عام تعطیلات ہوتی ہیں اور ملازمت پیشہ احباب کو حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور حاضر ہو کر فیض صحبت سے مستفید ہونے کا موقع مل جاتا ہے اس لئے ان ایام میں قادیان میں مہمانوں کی غیر معمولی ترقی ہوتی ہے لیکن امسال چونکہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بڑا حصہ سال کا باہر گزارنا پڑا اور گورداسپور کے عارضی قیام اور لاہور اور سیالکوٹ کے سفروں میں بہت لوگوں کو شرف نیاز حاصل ہو چکا تھا۔ ان دنوں دارالامان آنے والے احباب کی تعداد بہت ہی تھوڑی تھی پھر بھی لاہور، کپورتھلہ، لودہانہ، کریام ضلع جالندھر، بنگہ ضلع جالندھر، کاٹھ گڑھ ضلع ہوشیار پور، سڑوعہ، شاہ پور، سیالکوٹ، ضلع فیروز پور، امرتسر، میرٹھ وغیرہ مقامات سے اکثر احباب آگئے

تھے۔سوءِ اتفاق سے حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبیعت ناساز تھی اور حضرت حکیم الامت اور مخدوم الملت بھی عرصہ سے کسی نہ کسی رنگ میں نصیب اعدا بیمار رہتے ہیں اس لئے امسال دسمبر کے آخری ایام جو دارالامان میں غیر معمولی رونق اور فیضان الٰہی کی بارش کے ایام ہوتے ہیں اس رنگ اور رونق کے نہ تھے مگر اس میں کوئی کلام نہیں کہ خدا تعالیٰ کا مامور جو مہبط وحی الٰہی ہے اپنی دعاؤں اور توجہ عقد ہمت سے وہی کام کر رہا تھا جو اپنی فیض اثر تقریروں اور نصائح سے کیا کرتا تھا۔حضرت حکیم الامت اور مخدوم الملت بھی وقتاً فوقتاً ملنے والے احباب کو مناسب موقع نکات قرآنی سے متمتع فرماتے رہے۔حضرت حجت اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی عموماً دس بجے سے گیارہ بجے تک تشریف لاتے رہے۔۲۹ دسمبر ۱۹۰۴ء کو خدام کی درخواست اور التجا پر حضور نے [بیت] اقصیٰ میں تشریف لانے کا وعدہ فرمایا چنانچہ آپ قبل از ظہر تشریف لائے۔

نماز سے پہلے قاضی خواجہ علی صاحب لدھیانوی نے دو لڑکوں کو پیش کیا جو کاٹھ گڑھ ضلع ہوشیار پور کے رہنے والے ہیں انہوں نے چمکار حق کی ایک سی حرفی کے کچھ پنجابی شعر نہایت دلکش لہجہ میں پڑھے۔ظہر کی نماز حضرت حکیم الامت نے پڑھائی۔بعد نماز ظہر حضرت مسیح موعود نے تقریر فرمائی جس میں حضور نے اصلاح نفس کے تین طریقے اوّل گناہ سے بچنے کی کوشش دوم دعا اور تیسرے صحبت صادقین بیان فرمائے نیز حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف توجہ دلائی۔حضور نے فرمایا: ''میری طرف سے اپنی جماعت کو بار بار وہی نصیحت ہے جو میں پہلے کئی دفعہ کر چکا ہوں کہ عمر چونکہ تھوڑی اور عظیم الشان کام درپیش ہے اس لئے کوشش کرنی چاہئے کہ خاتمہ بالخیر ہو جاوے۔خاتمہ بالخیر ایسا امر ہے کہ اس کی راہ میں بہت سے کانٹے ہیں جب انسان دنیا میں آتا ہے تو کچھ زمانہ اس کا بے ہوشی میں گزر جاتا ہے یہ بے ہوشی کا زمانہ وہ ہے جبکہ وہ بچہ ہوتا ہے اس کو دنیا اور اس کے حالات سے کوئی خبر نہیں ہوتی۔اس کے بعد جب ہوش سنبھالتا ہے تو ایک زمانہ ایسا آتا ہے کہ وہ بے ہوشی تو نہیں ہوتی جو بچپن تھی لیکن جوانی کی ایک مستی ہوتی ہے جو اس ہوش کے دنوں میں بھی بے ہوشی پیدا کر دیتی ہے اور کچھ ایسا زخود رفتہ ہو جاتا ہے کہ نفس امارہ غالب آ جاتا ہے اس کے بعد پھر تیسرا زمانہ آتا ہے کہ علم کے بعد پھر لاعلمی آ جاتی ہے اور حواس میں اور دوسرے قویٰ میں فتور آنے لگتا ہے یہ پیرانہ سالی کا زمانہ ہے۔بہت سے لوگ اس زمانہ میں بالکل حواس باختہ ہو جاتے ہیں اور قویٰ بیکار ہو جاتے ہیں۔اکثر لوگوں میں جنون کا مادہ پیدا ہو جاتا ہے ایسے بہت سے خاندان ہیں کہ ان میں ۶۰ یا ۷۰ سال کے بعد انسان کے حواس میں فتور آ جاتا ہے۔غرض اگر ایسا نہ بھی ہو تو بھی قویٰ کی کمزوری اور طاقتوں کے ضائع ہو جانے سے انسان ہوش میں بے ہوش ہو جاتا ہے اور ضعف و تکاہل اپنا اثر کرنے لگتا ہے۔انسان کی عمر کی تقسیم انہیں تین زمانوں پر ہے اور یہ تینوں ہی خطرات اور مشکلات میں ہیں پس اندازہ کرو کہ خاتمہ بالخیر کیلئے کس قدر مشکل مرحلہ ہے۔'' (الحکم ۱۰ جنوری ۱۹۰۵ء)

۳۰ دسمبر کو بعد نماز جمعہ حضور نے تقریر فرمائی جس میں انقطاع دنیا اور حصول قرب الی اللہ کے متعلق مضمون

تھا۔(بدر یکم جنوری ۱۹۰۵ء) جلسہ سالانہ ۱۹۰۴ء کے موقعہ پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے جو پر معارف تقریر فرمائیں وہ بعد میں ''حضرت اقدس کی تقریریں'' کے نام سے شائع کی گئیں۔

چودھواں جلسہ سالانہ (۱۹۰۵ء): منعقدہ ۲۶ تا ۲۹ دسمبر ۱۹۰۵ء بمقام بیت الاقصیٰ قادیان

۲۳ تاریخ سے احباب کی آمد شروع ہوگئی۔ اور ۲۵، ۲۶ تک ایک بڑا جلسہ جمع ہوگیا۔ تمام مکانات مہمان خانہ مدرسہ نیا مہمان خانہ اور بیوت الذکر احباب سے پر ہوگئی ہیں۔ ظہر اور عصر کی نمازیں بیت اقصیٰ میں جمع ہوتی ہیں حضرت اقدس خود بھی بڑی بیت کو نماز کے واسطے تشریف لے جایا کرتے ہیں اور کلمات طیبات سے عاشقان زار کو سیراب کرتے ہیں۔ ۲۶ کی صبح کو آپ نے ایک بڑے مجمع میں دو گھنٹہ تک ایک مفصل تقریر کی جس میں خدام کو اس طرف بہت توجہ دلائی کہ اپنے آپ کو خدا کی مرضی کی راہ میں قربان کر دیں اور قرآن شریف کے پہلے رکوع کی الم سے لے کر مفلحون تک ایک نئی اور لطیف تفسیر کی جس میں یہ دکھایا کہ ان آیات میں ہدایت کا ایک خاص وعدہ ایسے لوگوں کو دیا گیا ہے جو غائب پر ایمان رکھتے ہیں نماز کو قائم کرتے ہیں خدا کے دیئے میں سے خرچ کرتے ہیں خدا کی کتب پر ایمان رکھتے ہیں اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں ایسے لوگوں کے واسطے ایک نئی ہدایت کا وعدہ ہے اور وہ ہدایت یہ ہے کہ جو لوگ غیب پر ایمان رکھتے ہیں یعنی بن دیکھے خدا کی ہستی پر یقین پیدا کرتے ہیں ان کو درجہ شہود عطا کیا جاتا ہے گویا وہ خدا کو دیکھ لیتے ہیں اور جو لوگ تکلف سے نماز کو کھڑا کرتے ہیں ان کو نماز میں ایک لذت عطا کی جاتی ہے جس سے ان کی نماز قائم ہو جاتی ہے اور جو خدا کی راہ میں کچھ دیتے ہیں ان کو رفتہ رفتہ وہ درجہ عطا ہوتا ہے کہ وہ سارے کے سارے خدا کے ہو جاتے ہیں اور جو خدا کی گزشتہ وحی پر ایمان لاتے ہیں ان کو یہ ترقی ملتی ہے کہ وہ خود وحی پانے کے قابل کئے جاتے ہیں۔ پھر وہ مفلحون میں شامل ہو جاتے ہیں۔

۲۶ دسمبر کو حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کا صندوق جنازہ نکالا گیا اور نئے مقبرہ بہشتی میں دفن کے واسطے شام کے قریب تمام احباب ساتھ ہو کر جنازہ اٹھا کر باغ میں لے گئے حضرت بھی جنازہ کے ساتھ تشریف لے گئے ۲۷ دسمبر کی صبح کو مولوی صاحب کا جنازہ پڑھا گیا اور نئی قبر میں صندوق رکھا گیا قبر کے پاس ۲۶ تاریخ کو ثاقب صاحب ساکن مالیر کوٹلہ نے مولوی صاحب مرحوم کے حالات پر ایک نظم حضرت کی خدمت میں پڑھ کر سنائی۔ یہ پہلا بہشتی ہے جو اس مقبرہ میں دفن ہوا۔ دفن کرنے سے پہلے حضرت نے بمعہ خدام جنازہ پڑھایا جس کی تحریک اس طرح سے ہوئی کہ مرحوم کی زوجہ کلاں نے آج رات خواب میں مرحوم کو دیکھا اور مرحوم نے فرمایا کہ میرا

جنازہ پڑھا جاوے چنانچہ اس خواب کی تعمیل میں دوبارہ جنازہ پڑھا گیا۔حضرت نے فرمایا جنازہ بھی دعا ہے۔خواب کو پورا کر دینا اچھا ہے۔

۲۷ دسمبر ۱۹۰۵ء نماز ظہر وعصر بیت اقصیٰ میں جمع کر کے پڑھی گئی۔اس کے بعد حضرت اقدس نے ایک گھنٹہ سے زائد عرصہ تک تقریر فرمائی جس میں آپ نے یہ ظاہر فرمایا کہ ہم میں اور دیگر [...] میں کیا فرق ہے اور خدا تعالیٰ نے مجھے کیوں مامور کیا ہے اور ایک نئی جماعت کی بنیاد کیوں رکھی ہے اس کے ضمن میں آپ نے فرمایا کہ یہ بالکل غلط ہے کہ ہمارے اور دیگر.... کے درمیان یہی فرق ہے کہ ہم وفات مسیح کے قائل ہیں اور وہ لوگ حیات مسیح کے قائل ہیں اگر صرف اتنی ہی بات ہوتی تو اس کے واسطے ایک شخص خاص کو مامور کرنے اور ایک علیحدہ جماعت بنانے کی ہرگز ضرورت نہ پڑتی ہاں یہ سچ ہے کہ یہ ایک بڑی غلطی ہے جو اس وقت.....کے درمیان پائی جاتی ہے اور یہ غلطی دراصل آنحضرت ﷺ کے زمانہ کے بعد جلد شروع ہوگئی تھیں اور اکثر عوام اور خواص بھی اس میں شامل تھے اور یہ خدا تعالیٰ کا ایک راز تھا کہ اس لئے یہ بات سب سے مخفی رکھی لیکن اس میں وہ لوگ گنہگار اور خطار کار نہ تھے جو پہلے گزر گئے ہاں اس زمانہ میں یہ غلطی بہت ہی بڑھ گئی ہے اور اس کا فساد بہت خوفناک ہو گیا ہے اور اس کے ذریعہ سے مذہب عیسوی کو بڑی بھاری امداد دی گئی ہے۔اس واسطے اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے اس غلطی کو ہی دور کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ (البدر ۲۹ دسمبر ۱۹۰۵ء)

الحکم میں ایڈیٹر صاحب الحکم کی درج ذیل رپورٹ شائع ہوئی دارالامان میں یوں تو دسمبر کا آخری ہفتہ ہمیشہ خاص رونق کا ہفتہ ہوتا ہے مگر امسال یہ ہفتہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تاریخ میں ایک عجیب شاندار ہفتہ ہوگا۔اس لئے کہ اسی ہفتہ میں دارالامان میں اشاعت دین کے متعلق ایک لانظیر اور ابدی طریق کی تجویز ہوئی۔جس کا کسی قدر پتہ الحکم کے ناظرین کو اشتہار الوصیة کے پڑھنے سے لگ جائے گا۔اس کے متعلق تفصیلی حالات آئندہ وقتاً فوقتاً نتائج ہونگے۔اسی ہفتہ میں ایک اور قابل قدر تجویز ہوئی جو بجائے خود سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تاریخ ایک زریں صفحہ ہوگی۔وہ مدرسہ تعلیم الاسلام کی اصلاح کی تجویز ہے ناظرین الحکم گزشتہ اشاعتوں میں بڑھ چکے تھے کہ حضرت اقدس کی توجہ مدرسہ کی اصلاح کی طرف ہو رہی ہے آپ چاہتے تھے اور چاہتے ہیں کہ ایسا انتظام ہو کہ ایسے نوجوان اس سکول سے نکلیں جو اپنی زندگیاں خدمت واشاعت [دین] کیلئے وقف کریں۔احباب نے اس کے متعلق اپنی اپنی رائیں پیش کیں اور خود حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی تقریر فرمائی۔اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مدرسہ کے ساتھ

ایک دینیات کی جداگانہ شاخ کھولنے کی تجویز کی گئی۔ اور مدرسہ تعلیم الاسلام کے دو طالب علم غلام حسین اور عبدالرحمٰن نے اپنی زندگیاں خدمت دین کیلئے وقف کیں ان کی درخواستیں جوانہوں نے حضرت اقدس کے حضور پیش کیں آئندہ شائع ہوں گی۔ مدرسہ کے اخراجات اور لنگر خانہ کی ضرورتوں کو قوم کے سامنے پیش کیا گیا۔

یہ ہفتہ اس لحاظ سے بھی پہلا ہفتہ سلسلہ کی تاریخ میں نمایاں اور یادگار ہوگا کہ اس میں سلسلہ کے متعلق باقاعدہ ضلع وار کمیٹیاں بنانے کی تجویز حضرت حجۃ اللہ کے بالمواجہ قوم کے سامنے پیش کی گئی۔ اس تجویز پر سب سے زیادہ خوشی الحکم کو ہے کہ وہ عرصہ چلا آرہا تھا کہ ایسی کمیٹیاں بنائی جاویں الحمدللہ اب اس کا وقت آ گیا اور باقاعدہ تحریک ہوگئی اور سیالکوٹ کی کمیٹی اس امر خاص میں اسوہ قرار دی گئی۔

خلاصہ یہ کہ بہت ہی مبارک ہفتہ ہے جس میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کی اشاعت اور ترقی کیلئے عملی تجاویز سوچی گئی ہیں اور امید کی جاتی ہے کہ آئندہ سال بسال اس جلسہ کو زیادہ مفید اور موثر بنانے کی سعی کی جائے گی۔

جلسہ 1905ء سے حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ نے تین پر معارف خطابات فرمائے جن میں احباب کو مختلف نصائح فرمائیں، جماعت کے قیام کا مقصد، باہمی ہمدردی اور اللہ تعالیٰ سے سچا تعلق پیدا کرنے کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا: ''بہرحال خدا تعالیٰ کے وعدوں پر میری نظر ہے اور وہ خدا ہی ہے جو میری تسکین اور تسلی کا باعث ہے ایسی حالت میں کہ جماعت کمزور اور بہت کچھ تربیت کی محتاج ہے یہ ضروری امر ہے کہ میں تمہیں توجہ دلاؤں کہ تم خدا تعالیٰ کے ساتھ سچا تعلق پیدا کرو اور اسی کو مقدم کرلو اور اپنے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک جماعت کو نمونہ سمجھو ان کے نقش قدم پر چلو۔''

اسی طرح آپ نے مدرسہ کی بنیاد کی اصل غرض وغایت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا: ''وہ بچے جو پاس اور فیل کی پرواہ نہ رکھیں بلکہ ان کی غرض خدمت دین کے لئے تیار ہونا ہو اور محض دین کے لئے تعلیم حاصل کریں ایسے بچوں کے لئے خاص انتظام کردیا جاوے مگران کے لئے بھی یہ ضروری امر ہے کہ علوم جدید سے انہیں واقفیت ہو ایسا نہ ہو کہ اگر علوم جدیدہ کے موافق کسی نے اعتراض کردیا تو وہ خاموش ہو جاویں اور کہہ دیں کہ ہمیں تو کچھ معلوم نہیں۔ اس لئے موجودہ علوم سے انہیں کچھ نہ کچھ واقفیت ضروری ہے تاکہ وہ کسی کے سامنے شرمندہ نہ ہوں اور ان کی تقریر کا اثر زائل نہ ہو جاوے محض اس وجہ سے کہ وہ بے خبر ہیں.... میں یقیناً کہتا ہوں کہ اگر کوئی شخص ایک ہفتہ ہماری صحبت میں رہے اور اسے ہماری تقریریں سننے کا موقع مل جاوے کہ وہ مشرق ومغرب کے مولوی سے بڑھ جاوے گا اس

لئے جو کچھ ہو میرے سامنے ہو آپ لوگ اس کی فکر کریں میں اس امر میں تمہارے ساتھ اتفاق رائے کرتا ہوں کہ مدرسہ کو توڑا نہ جاوے ان کے لئے تو تعطیل کا دن مناظرات اور دینیات کے واسطے قرار دیا جاوے ہمارا یہ مطلب نہیں کہ سب کے سب مولوی ہی ہو جاویں اور نہ ایسا ہو سکتا ہے ہاں اگر ان میں سے ایک بھی نکل آوے تو ہم سمجھتے ہیں کہ ہمارا مقصد پورا ہو گیا اور باقیوں کو کم از کم اپنے دین ہی کی خبر ہو جاوے گی اور وہ غیر قوموں کے فتنہ میں نہ پڑ سکیں گے۔

یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ مخالف مذہبوں کے لوگوں سے ہمیں کوئی دشمنی نہیں بلکہ ان کے سچے خیر خواہ اور ہمدرد ہم ہیں لیکن کیا کریں ہمارا مسلک اس جراح کی طرح ہے جس کو ایک پھوڑے کو چیرنا پڑتا ہے اور پھر وہ اس پر مرہم لگاتا ہے بے وقوف مریض پھوڑے کے چیرنے کے وقت شور مچاتا ہے حالانکہ اگر وہ سمجھے تو اس پھوڑے کو چیرنے کی اصل غرض اسی کے مفید مطلب ہے کیونکہ جب تک وہ چیرا نہ دیا جاوے گا اور اس کی الائش دور نہ کی جاوے گی وہ اپنا فساد اور بڑھائے گا اور زیادہ مضر اور مہلک ہوگا۔ اسی طرح پر ہم مجبور ہیں کہ ان کی غلطیاں ان پر ظاہر کریں اور صراط مستقیم ان کے سامنے پیش کریں جب تک وہ صراط مستقیم اختیار نہ کریں گے تو کیا بن سکتے ہیں؟

رویا میں سب امور ہست ہو جاتے ہیں بلکہ بعض اوقات روحانی امور جسمانی رنگ بھی اختیار کر لیتے ہیں جیسا کہ میری وہ رویا ہے جو سرمہ چشم آریہ میں درج ہے جس میں سیاہی کے چھینٹے گرتے پر پڑے تھے اور وہ کُرتا اب تک موجود ہے عجیب در عجیب اسرار ہیں جن کا ان پر ایمان نہیں وہ ایمان ہی کیا ہے؟ دین وہی ہے جو روحانیت سکھاتا ہے اور آگے قدم رکھواتا ہے۔ میں افسوس نہیں کرتا کہ ایسی بری حالت کیوں ہوئی ہے؟ جو اس وقت نظر آ رہی ہے یہ سب [دین حق] کے کمالات کے ظہور کی خاطر ہوا۔ بت پرستی سے دست برداری کرانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایسی قوم پیدا کر دی یہ لوگ [دین حق] کی ڈیوڑھی پر ہیں ایک غیب کا دھکا لگے گا تو تمہارے بھائی ہو جائیں گے۔

الغرض 1905ء کا سال ایک تاریخی سال ثابت ہوا کہ جس میں اللہ تعالیٰ کی منشاء کے مطابق ''الوصیۃ'' کا عالمی روحانی و اقتصادی نظام بھی پیش کیا گیا اور مدرسہ کی بنیاد بھی رکھی گئی جو بعد میں دوسرے تعلیمی اداروں کے علاوہ جامعہ احمدیہ کی شکل میں قائم ہوا اور اب یہ جامعہ

قادیان کے علاوہ ربوہ، انگلستان، کینیڈا اور افریقہ تک وسعت کر چکا ہے۔

1905ء کے اس جلسہ اور اس سال کی برکات ایک نہ ختم ہونے والا تاریخی سلسلہ اپنے اندر رکھے ہوئے ہیں اور اب اللہ نے چاہا تو 2005ء کا یہ سال جو جو عالمگیر نشانات اپنے اندر لے کر آیا دیکھیں کس تاریخی اور انقلابی انداز میں 2006ء میں جماعت کو داخل کرے گا۔

قضائے آسمان است ایں بہر حالت شود پیدا

خریداران متوجہ ہوں

☆ ماہنامہ انصاراللہ ایک بلند پایہ تربیتی رسالہ ہے جسے ہر احمدی گھرانہ میں ہونا چاہیئے جن خریداران کا چندہ ختم تھا ان کو یاددہانی کروائی گئی ہے کہ اپنے چندہ کی ادائیگی 31 دسمبر 2005ء سے پہلے اولین فرصت میں بھجوا کر ممنون فرمائیں۔ کیونکہ ہمارا سال 31 دسمبر کو ختم ہو رہا ہے۔

☆ سابقہ اور سال رواں کے اس قسم کے لین دین اس سال کے دوران ہی ختم ہو جائیں اور آگے نہ چلیں۔

☆ جن خریداران کو رسالہ نہ ملے ان سے بھی درخواست ہے کہ اس کی اطلاع فوراً دفتر ہذا کو کریں تاکہ بعد کارروائی آپ کو رسالہ دوبارہ بھجوایا جا سکے۔

منیجر ماہنامہ انصاراللہ

صحبت صالحین کی اہمیت و برکات

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کی روشنی میں

مرتبہ: سید مبشر احمد ایاز

نورِ الٰہی اور نیک صحبت نہ کے بغیر علم بے کار بلکہ خطرے کا باعث ہے:

آپ فرماتے ہیں: ''پس ضرورت ہے کہ آجکل دین کی خدمت اور اعلائے کلمۃ اللہ کی غرض سے علوم جدیدہ حاصل کرو اور بڑے جدو جہد سے حاصل کرو۔ لیکن مجھے یہ بھی تجربہ ہے جو بطور انتباہ میں بیان کر دینا چاہتا ہوں کہ جو لوگ ان علوم ہی میں یکطرفہ پڑ گئے اور ایسے محو اور منہمک ہوئے کہ کسی اہل دل اور اہل ذکر کے پاس بیٹھنے کا ان کو موقعہ نہ ملا اور خود اپنے اندر الٰہی نور نہ رکھتے تھے۔ وہ عموماً ٹھوکر کھا گئے اور (دین حق) سے دور جا پڑے اور بجائے اس کے کہ ان علوم کو (دین حق) کے تابع کرتے الٹا (دین حق) کو علوم کے ماتحت کرنے کی بے سود کوشش کر کے اپنے زعم میں دینی اور قومی خدمات کے متکفل بن گئے۔ یاد رکھو کہ یہ کام وہی کر سکتا ہے۔ یعنی دینی خدمات وہی بجا لا سکتا ہے جو آسمانی روشنی اپنے اندر رکھتا ہو۔ بات یہ ہے کہ ان علوم کی تعلیمیں پادریت اور فلسفیت کے رنگ میں دی جاتی ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان تعلیمات کا دلدادہ چند روز تو حسن ظن کی وجہ سے جو اس کو فطرتاً حاصل ہے رسول (دین حق) کا پابند رہتا ہے، لیکن جوں جوں ادھر قدم بڑھتا چلا جاتا ہے، (دین حق) کو دور چھوڑ دیتا ہے اور آخر ان رسوموں کی پابندی سے بالکل ہی رہ جاتا ہے اور حقیقت سے کچھ تعلق نہیں رہتا۔ یہ نتیجہ پیدا ہوتا ہے اور ہوا ہے یکطرفہ علوم کی تحقیقات اور تعلیم میں منہمک ہونے کا۔ بہت سے لوگ قومی لیڈر کہلا کر بھی اس رمز کو نہیں سمجھ سکے کہ علوم جدیدہ کی تحصیل جب ہی مفید ہو سکتی ہے، جب محض دینی خدمت کی نیت سے ہو اور کسی اہل دل آسمانی عقل اپنے اندر رکھنے والے مرد خدا کی صحبت سے فائدہ اٹھایا جائے۔ [ملفوظات جلد اوّل ص:43]

بار بار یہاں آ کر رہیں اور فائدہ اُٹھائیں

''یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیے کہ صبر کی حقیقت میں سے یہ بھی ضروری بات ہے وَكُونُوا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ (توبہ:۱۱۹)

صادقوں کی صحبت میں رہنا ضروری ہے۔ بہت سے لوگ ہیں جو دُور بیٹھ رہتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں کہ کبھی آئیں گے، اس وقت فرصت نہیں ہے۔ بھلا تیرہ سو سال کے موعود سلسلہ کو جو لوگ پالیں اور اُس کی نصرت میں شامل نہ ہوں اور خدا اور رُسولؐ کے موعود کے پاس نہ بیٹھیں، وہ فلاح پا سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں

ہم خدا خواہی وہم دُنیائے دوں　　　ایں خیال است و محال است وجنوں

دین تو چاہتا ہے کہ مصاحبت ہو۔ پھر مصاحبت سے گریز ہو تو دینداری کے حُصول کی اُمید کیوں رکھتا ہے؟ ہم نے بارہا اپنے دوستوں کو نصیحت کی ہے اور پھر کہتے ہیں کہ وہ بار بار یہاں آکر رہیں اور فائدہ اُٹھائیں۔ مگر بہت کم توجہ کی جاتی ہے۔ لوگ ہاتھ میں ہاتھ دے کر دین کو دُنیا پر مقدم کر لیتے ہیں، مگر اس کی پروا کچھ نہیں کرتے۔ یاد رکھو قبریں آوازیں دے رہی ہیں اور موت ہر وقت قریب ہوتی جاتی ہے۔ ہر ایک سانس تمہیں موت کے قریب کرتا جاتا ہے اور تم اُسے فرصت کی گھڑیاں سمجھتے جاتے ہو۔ اللہ تعالیٰ سے مکر کرنا مومن کا کام نہیں ہے۔ جب موت کا وقت آ گیا پھر ساعت آگے پیچھے نہ ہوگی۔ وہ لوگ جو اس سلسلہ کی قدر نہیں کرتے اور انہیں کوئی عظمت اس کی معلوم ہی نہیں ان کو جانے دو۔ مگر ان سب سے بڑھ کر بدقسمت اور اپنی جان پر ظلم کرنے والا تو وہ ہے جس نے اس سلسلہ کو شناخت کیا اور اُس میں شامل ہونے کی فکر کی۔ لیکن اُس نے کچھ قدر نہ کی۔ وہ لوگ جو یہاں آکر میرے پاس کثرت سے نہیں رہتے اور اُن باتوں سے جو خدا تعالیٰ ہر روز اپنے سلسلہ کی تائید میں ظاہر کرتا ہے نہیں سُنتے اور دیکھتے۔ وہ اپنی جگہ کیسے ہی نیک اور متقی اور پرہیز گار ہوں۔ مگر میں یہی کہوں گا کہ جیسا چاہیے۔ انہوں نے قدر نہیں کی۔ مَیں پہلے کہہ چکا ہوں کہ تکمیلِ علمی کے بعد تکمیلِ عملی کی ضرورت ہے۔ پس تکمیلِ عملی بدُوں تکمیلِ علمی کے مُحال ہے اور جب تک یہاں آکر نہیں رہتے۔ تکمیلِ علمی مشکل ہے۔ بارہا خطوط آتے ہیں کہ فلاں شخص نے اعتراض کیا اور ہم جواب نہ دے سکے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ یہی کہ وہ لوگ یہاں نہیں آتے اور اُن باتوں کو نہیں سنتے جو خدا تعالیٰ اپنے سلسلہ کی تائید میں علمی طور پر ظاہر کر رہا ہے۔

پس اگر تم واقعی اس سلسلہ کو شناخت کرتے ہو اور خدا پر ایمان لاتے ہو اور دین کو دُنیا پر مقدم کرنے کا سچا وعدہ کرتے ہو، تو مَیں پوچھتا ہوں کہ اس پر عمل کیا ہوتا ہے کیا وَكُونُوا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ (التوبہ:۱۱۹) کا حکم منسوخ ہو چکا ہے؟ اگر تم واقعی ایمان لاتے ہو اور سچی خوش قسمتی یہی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کو مقدم کر لو۔ اگر ان باتوں کو ردی اور فضول سمجھو گے تو یاد رکھو خدا تعالیٰ سے ہنسی کرنے والے ٹھہرو گے۔" [ملفوظات جلد اول ص 125-124]

تزکیہ نفس کے لئے نیک صحبت کی ضرورت

''قرآن شریف میں آیا ہے قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا (الشّمس:۱۰) اس نے نجات پائی جس نے پانے نفس کا تزکیہ کیا۔ تزکیہ نفس کے واسطے صحبت صالحین اور نیکوں کیساتھ تعلق پیدا کرنا بہت مفید ہے۔ جھوٹ وغیرہ اخلاق رذیلہ دور کرنے چاہییں اور جو راہ پر چل رہا ہے۔ اس سے راستہ پوچھنا چاہیے۔ اپنی غلطیوں کو ساتھ ساتھ دور کرنا چاہیے۔ جیسا کہ غلطیاں نکالنے کے بغیر املا درست نہیں ہوتا۔ ویسا ہی غلطیاں نکالنے کے بغیر اخلاق بھی درست نہیں ہوتے۔ آدمی ایسا جانور ہے کہ اس کا تزکیہ ساتھ ساتھ ہوتا رہے۔ تو سیدھی روہ پر چلتا ہے؛ ورنہ بہک جاتا ہے۔''

[ملفوظات جلد اول ص 306]

ایمان دُرست نہیں ہوتا جب تک انسان صاحبِ ایمان کی صُحبت میں نہ رہے

''بات یہ ہے کہ مُردوں سے مدد مانگنے کے طریق کو ہم نہایت نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ یہ ضعیف الایمان لوگوں کا کام ہے کہ مُردوں کی طرف رجوع کرتے ہیں اور زندوں سے دُور بھاگتے ہیں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی زندگی میں لوگ اُن کی نبوت کا انکار کرتے رہے اور جس روز انتقال کر گئے تو کہا کہ آج نبوت ختم ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ نے کہیں بھی مُردوں کے پاس جانے کی ہدایت نہیں فرمائی۔ بلکہ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ (التوبہ:۱۱۹) کا حکم دے کر زندوں کی صُحبت میں رہنے کا حکم دیا۔ یہی وجہ ہے کہ ہم اپنے دوستوں کو بار بار یہاں آنے اور رہنے کی تاکید کرتے ہیں۔ اور ہم جو کسی دوست کو یہاں رہنے کے واسطے کہتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ محض اس کی حالت پر رحم کر کے ہمدردی اور خیر خواہی سے کہتے ہیں۔ مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ ایمان دُرست نہیں ہوتا جب تک انسان صاحبِ ایمان کی صُحبت میں نہ رہے اور یہ اس لیے کہ چونکہ طبیعتیں مختلف ہوتی ہیں۔ ایک ہی وقت میں ہر قسم کی طبیعت کے موافقِ حال تقریر ناصح کے مُنہ سے نہیں نکلا کرتی۔ کوئی وقت ایسا آجاتا ہے کہ اس کی سمجھ اور فہم کے مطابق اُس کے مذاق پر گفتگو ہو جاتی ہے۔ جس سے اُس کو فائدہ پہنچ جاتا ہے اور اگر آدمی بار بار نہ آئے اور زیادہ دنوں تک نہ رہے، تو ممکن ہے کہ ایک وقت ایسی تقریر ہو جو اُس کے مذاق کے موافق نہیں ہے۔ اور اُس سے اُس میں بددلی پیدا ہو اور وہ حسنِ ظن کی راہ سے دُور جا پڑے اور ہلاک ہو جاوے۔ غرض قرآن کریم کے منشاء کے موافق تو زندوں ہی کی صُحبت میں رہنا ثابت ہوتا ہے۔''

[ملفوظات جلد اول 339]

زندوں کی صحبت تلاش کرو اور بار بار پاس کے پاس آ کر بیٹھو

''پھر تیسرا مرتبہ شہید کا ہے۔ عام لوگوں نے شہید کے معنی صرف یہی سمجھ رکھے ہیں کہ جو شخص لڑائی میں مارا گیا یا دریا میں ڈوب گیا یا وبا میں مر گیا وغیرہ۔ مگر مَیں کہتا ہوں کہ اسی پر اکتفاء کرنا اور اسی حد تک اس کو محدود رکھنا مومن کی شان سے بعید ہے۔ شہید اصل میں وہ شخص ہوتا ہے جو خدا تعالیٰ سے استقامت اور سکینت کی قوت پاتا ہے اور کوئی زلزلہ اور حادثہ اس کو متغیر نہیں کر سکتا۔ وہ مصیبتوں اور مشکلات میں سینہ سپر رہتا ہے۔ یہانتک کہ اگر محض خدا تعالیٰ کے لئے اُس کو جان بھی دینی پڑے تو فوق العادت استقلال اُس کو ملتا ہے اور وہ بدوں کسی قسم کا رنج یا حسرت محسوس کیے اپنا سر رکھ دیتا ہے اور چاہتا ہے کہ بار بار مجھے زندگی ملے اور بار بار اس کو اللہ کی راہ میں دوں۔ ایک ایسی لذت اور سُرور اس کی رُوح میں ہوتا ہے کہ ہر تلوار جو اُس کے بدن پر پڑتی ہے اور ہر ضرب جو اس کو پیس ڈالے، اُس کو پہنچتی ہے۔ وہ اُس کو ایک نئی زندگی، نئی مسرت اور تازگی عطا کرتی ہے۔ یہ ہیں شہید کے معنی۔

پھر یہ لفظ شہد سے بھی نکلا ہے۔ عبادتِ شاقہ جو لوگ برداشت کرتے ہیں اور خدا کی راہ میں ہر ایک تلخی اور کدورت کو جھیلتے ہیں اور جھیلنے کے لیے تیار ہوجاتے ہیں۔ وُہ شہد کی طرح ایک شیرینی اور حلاوت پاتے ہیں اور جیسے شہد فِيهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ (النحل:۷۰) کا مصداق ہے۔ یہ لوگ بھی ایک تریاق ہوتے ہیں۔ اُن کی صحبت میں آنے والے بہت سے امراض سے نجات پا جاتے ہیں۔ (ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۲۷۶)

پس تم کو چاہیے کہ تم زندوں کی صحبت تلاش کرو اور بار بار پاس کے پاس آ کر بیٹھو۔ ہاں ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ ایک دو مرتبہ میں تاثیر نہیں ہوتی۔ سنت اللہ اسی طرح پر جاری ہے کہ ترقی تدریجاً ہوتی ہے۔..... کسی نے سچ کہا ہے: یا تُوں لوڑ مقدمی یا تُوں اللہ نُوں لوڑ (ملفوظات جلد اوّل صفحہ 350)

تم دیکھتے ہو کہ میں بیعت مَیں یہ اقرار لیتا ہوں کہ دین کو دُنیا پر مقدم رکھوں گا۔ یہ اس لیے تا کہ مَیں دیکھوں کہ بیعت کنندہ اس پر کیا عمل کرتا ہے؟ ذرہ سی نئی زمین کسی کو مل جاوے تو وُہ گھر بار چھوڑ کر وہاں جا بیٹھتا ہے اور ضروری ہوتا ہے کہ وہ وہاں رہے تا وہ زمین آباد ہو۔ محمد حسین جیسے کو بھی بار میں جا کر ٹھہرنے کی ضرورت آ پڑی۔ پھر ہم جو ایک نئی زمین اور ایسی زمین دیتے ہیں جس میں اگر صفائی اور محنت سے کاشت کی جاوے، تو ابدی پھل لگ سکتے ہیں۔ کیوں یہاں آ کر لوگ گھر نہیں بناتے اور اگر اس بے احتیاطی کے ساتھ اس زمین کو کوئی لیتا ہے کہ بیعت کے بعد یہاں آنا اور چند روز ٹھہرنا بھی دوبھر اور مشکل معلوم دیتا ہے تو پھر اس کی فصل کے پکنے اور بار آور ہونے کی کیا اُمید ہو سکتی ہے۔ خدا تعالیٰ نے قلب کا نام بھی زمین رکھا ہے۔ اعلموا ان اللہ یحی الارض بعد موتھا (الحدید:۱۸) زمیندار کو کس قدر تردد کرنا پڑتا ہے۔ بیل خریدتا ہے۔ ہل چلاتا ہے۔ تخم ریزی کرتا ہے۔ آبپاشی کرتا ہے۔

غرض کہ بہت بڑی محنت کرتا ہے اور جب تک خود دخل نہ دے کچھ بھی نہیں بنتا۔ لکھا ہے کہ ایک شخص نے پتھر پر لکھا دیکھا۔ زرع زر ہی زر ہے۔'' کھیتی تو کرنے لگا، مگر نوکروں کے سُپرد کردی۔ لیکن جب حساب لیا۔ کچھ وصول ہونا تو درکنار کچھ واجب الادا ہی نکلا۔ پھر اُس کو اس موقعہ پر شک پیدا ہوا تو کسی دانشمند نے سمجھایا کہ نصیحت تو سچی ہے، لیکن تمہاری بے وقوفی ہے۔ خود مہتمم بنو، تب فائدہ ہوگا۔ ٹھیک اسی طرح پر ارضِ دل کی خاصیت ہے جو اُس کو بے عزتی کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ اس کو خدا تعالیٰ کا فضل اور برکت نہیں ملتی۔ یاد رکھو، مَیں جو اصلاحِ خلق کے لئے آیا ہوں جو میرے پاس آتا ہے وہ اپنی استعداد کے موافق ایک فضل کا وارث بنتا ہے، لیکن مَیں صاف طور پر کہتا ہوں کہ وہ جو سرسری طور پر بیعت کر کے چلا جاتا ہے اور پھر اُس کا پتہ بھی نہیں ملتا کہ کہاں ہے اور کیا کرتا ہے۔ اُس کے لئے کچھ نہیں ہے وہ جیسا تہی دست آیا تھا، تہی دست جاتا ہے۔ یہ فضل اور برکت صُحبت میں رہنے سے ملتی ہے۔..... یہ بہت ضروری مسئلہ ہے۔ خدا کا قُرب، بندگانِ خدا کا قرب ہے اور خدا تعالیٰ کا ارشاد وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ (التوبہ:۱۱۹) اس پر شاہد ہے۔ یہ ایک سر ہے جس کو تھوڑے ہیں جو سمجھتے ہیں۔ مامور من اللہ ایک ہی وقت میں ساری باتیں کبھی بیان نہیں کرسکتا، بلکہ وُہ اپنے دوستوں کے امراض کی تشخیص کر کے حسبِ موقع اُن کی اصلاح بذریعہ وعظ و نصیحت کرتا رہتا ہے اور وقتاً فوقتاً وہ اُن کے امراض کا ازالہ کرتا رہتا ہے۔ اب جیسے آج میں ساری باتیں بیان نہیں کرسکتا۔ ممکن ہے کہ بعض آدمی ایسے ہوں، جو آج ہی تقریر سُن کر چلے جاویں اور بعض باتیں اس میں اُن کے مذاق اور مرضی کے خلاف ہوں، تو وُہ محروم گئے، لیکن جو متواتر یہاں رہتا ہے۔ وُہ ساتھ ساتھ ایک تبدیلی کرتا جاتا ہے اور آخر اپنے مقصد کو پالیتا ہے۔ ہر ایک آدمی سچی تبدیلی کا محتاج ہے۔ جس میں تبدیلی نہیں ہے، وہ من كان فی هذهٖ اعمىٰ کا مصداق ہے۔'' [ملفوظات جلد اوّل ص 351-350]

مجھے بہت سوز و گداز رہتا ہے کہ جماعت میں ایک پاک تبدیلی ہو جو نقشہ اپنی جماعت

کی تبدیلی کا میرے دل میں ہے وُہ ابھی پیدا نہیں ہوا اور اس حالت کو دیکھ کر میری وہی حالت ہے۔ **لعلک باخع نفسک الا یکونوا مومنین.** (الشعراء:۴) مَیں نہیں چاہتا کہ چند الفاظ طوطے کی طرح بیعت کے وقت رَٹ لیے جاویں۔ اس سے کچھ فائدہ نہیں۔ تزکیۂ نفس کا علم حاصل کرو کہ ضرورت اسی کی ہے۔ ہماری یہ غرض ہرگز نہیں کہ مسیحؑ کہ وفات حیات پر جھگڑے اور مباحثہ کرتے پھرو۔ یہ ایک ادنیٰ سی بات ہے۔ اسی پر بس نہیں ہے۔ یہ تو ایک غلطی تھی، جس کی ہم نے اصلاح کردی، لیکن ہمارا کام اور ہماری غرض ابھی اس سے بہت دُور ہے اور وُہ یہ ہے کہ تم اپنے اندر ایک تبدیلی پیدا کرو اور بالکل ایک نئے انسان بن جاؤ، اس

لیے ہر ایک کو تم میں سے ضروری ہے کہ وُہ اس راز کو سمجھے اور ایسی تبدیلی کرے کہ وہ کہہ سکے کہ مَیں پھر کہتا ہوں کہ یقیناً یقیناً جب تک ایک مدت تک ہماری صُحبت میں رہ کر یہ نہ سمجھے کہ مَیں اور ہو گیا ہوں، اسے فائدہ نہیں پہنچتا۔

فطرت اور عقلی حالت اور جذبات کی حالت میں اعلیٰ درجہ کی صفائی حاصل ہو جاوے، تو کچھ بات ہے؛ ورنہ کچھ بھی نہیں۔ میرا مطلب یہ نہیں کہ دُنیا کے اشغال چھوڑ دو۔ خدا تعالیٰ نے دُنیا کے شغلوں کے جائز رکھا ہے، کیونکہ اس راہ سے بھی ابتلا آتا ہے اور اسی ابتلا کی وجہ سے انسان چور، قمار باز، ٹھگ، ڈکیت بن جاتا ہے اور کیا کیا بُری عادتیں اختیار کر لیتا ہے، مگر ہر ایک چیز کی ایک حد ہوتی ہے۔ دینوی شغلوں کو اس حد تک اختیار کرو کہ وہ دین کی راہ میں تمہارے لیے مدد کا سامان پیدا کر سکیں اور مقصود بالذات اس میں دین ہی ہو۔ پس ہم دینوی شغلوں سے بھی منع نہیں کرتے اور یہ بھی نہیں کہتے کہ دن رات دُنیا کے دھندوں اور بکھیڑوں میں منہمک ہو کر خدا تعالیٰ کا خانہ بھی دُنیا ہی سے بھر دو۔ اگر کوئی ایسا کرتا ہے تو وہ محرومی کے اسباب بہم پہنچاتا ہے اور اس کی زبان پر نرا دعویٰ ہی رہ جاتا ہے۔ الغرض زندوں کی صحبت میں رہو تا کہ زندہ خدا کا جلوہ تم کو نظر آوے۔"

[ملفوظات جلد اوّل ص 351-352]

جو لوگ صدق دل اور اخلاص کے ساتھ صحت نیت اور پاک ارادہ اور سچی تلاش کے ساتھ ایک مدت تک ہماری صحبت میں رہیں تو ہم یقیناً کہہ سکتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اپنی تجلیات کی چمکار سے ان کی اندرونی تاریکیوں کو دور کر دے گا اور انہیں ایک نئی معرفت اور نیا یقین خدا پر پیدا ہوگا اور یہی وہ ذریعے ہیں جو انسان کو گناہ کے زہر کے اثر سے بچا لیتے ہیں اور اس کے لئے تریاقی قوت پیدا کر دیتے ہیں۔ یہی وہ خدمت ہے جو ہمارے سپرد ہوئی ہے اور اسی ایک ضرورت کو میں پورا کرنا چاہتا ہوں جو انسان اس زنجیر اور قید سے نجات پانے کی ضرورت محسوس کرتا ہے جو گناہ کی زنجیریں ہیں اسے اسی طریق پر نجات ملے گی۔ [ملفوظات جلد دوم ص 15]

پس وہ عظیم ذریعہ جس سے ایک چمکتا ہوا یقین حاصل ہو اور خدا تعالیٰ پر بصیرت کے ساتھ ایمان قائم ہو ایک ہی ہے کہ انسان ان لوگوں کی صحبت اختیار کرے جو خدا تعالیٰ کے وجود پر زندہ شہادت دینے والے ہوں خود جنہوں نے اس سے سن لیا ہے کہ وہ ایک قادر مطلق اور عالم الغیب تمام صفات کاملہ سے موصوف خدا ہے۔

ابتداء میں جب انسان ایسے لوگوں کی صحبت میں جاتا ہے تو اس کی باتیں بالکل انوکھی اور نرالی معلوم ہوتی ہیں وہ بہت کم دل میں جاتی ہیں گو دل ان کی طرف کھنچا جاتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اندر کی گندگیوں اور ناپاکیوں سے ان کی

معرفت کی باتوں کی ایک جنگ شروع ہو جاتی ہے جو کچھ گردوغبار دل پر بیٹھا ہوتا ہے صادق کی باتیں ان کو دور کر کے اسے جلا دینا چاہتی ہے تا اس میں یقین کی قوت پیدا ہو جیسے جب کبھی کسی آدمی مسہل دیا جاتا ہے تو دست آور دوائی پیٹ میں جا کر ایک گڑگڑاہٹ پیدا کر دیتی ہے اور تمام مواد ردّیہ اور فاسدہ کو حرکت اور جوش دے کر باہر نکالتی ہے اسی طرح پر صادق ان ظنیات کو دور کرنا چاہتا ہے اور سچے علوم اور اعتقاد صحیحہ کی معرفت کرانی چاہتا ہے اور وہ باتیں اس دل کو جس نے بہت بڑا زمانہ ایک اور ہی دنیا میں بسر کیا ہوتا ہے ناگوار اور ناقابل عمل معلوم ہوتی ہیں لیکن آخر سچائی غالب آجاتی ہے اور باطل پرستی کی قوتیں مرجاتی ہیں اور حق پرستی کی قوتیں نشوونما پانے لگتی ہیں پس میں اس نور کو لے کر آیا ہوں اور دنیا میں قوت یقین پیدا کرنا چاہتا ہوں اور اس قوت کا پیدا ہونا صرف الفاظ اور باتوں سے نہیں ہو سکتا، بلکہ یہ ان نشانات سے نشوونما پاتی ہیں جو اللہ تعالیٰ کی مقتدرانہ طاقت سے صادقوں کے ہاتھ پر ظہور پاتے ہیں۔

میرا مدعا یہی ہے کہ دوسری کلام نہ کروں جب تک ایک امر سننے والے کے ذہن نشین نہ کرلوں اور سننے والا فیصلہ نہ کرلے کہ اس بات کو اس نے سمجھ لیا ہے یا اس پر کوئی اعتراض کرے۔[ملفوظات جلد دوم ص23-22]

مامور کی صُحبت: شریعت کی کتابیں حقائق اور معارف کا ذخیرہ ہوتی ہیں۔لیکن حقائق اور معارف پر کبھی پوری اطلاع نہیں مل سکتی جب تک صادق کی صُحبت اخلاص اور صدق سے اختیار نہ کی جاوے۔اس لیے قرآن شریف فرماتا ہے۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ (التوبہ ۱۱۹)

اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ایمان اور اتقاء کے مدارج کامل طور پر کبھی حاصل نہیں ہو سکتے جب تک صادف کی معیّت اور صُحبت نہ ہو ، کیونکہ اس کی صُحبت میں رہ کر وہ اس کے انفاس طیّبہ عقد ہمت اور توجہ سے فائدہ اُٹھاتا ہے۔[ملفوظات جلد دوم ص163]

صحبت کا اثر: ہماری جماعت کو چاہئے کہ وقتاً فوقتاً ہمارے پاس آتے رہیں اور کچھ دن یہاں رہا کریں۔انسان کا دماغ جیسے خوشبو سے حصہ لیتا ہے ویسے ہی بدبو سے بھی حصہ لیتا ہے اسی طرح زہریلی صحبت کا اثر اس پر ہوتا ہے۔[ملفوظات جلد دوم ص553]

جو منقطعین ہیں اور خدا کی طرف آگئے ہیں اور خدا ان کو زندہ کرتا ہے ان کی زیارت سے مصائب دور ہوتے ہیں جو شخص رحمت والے کے پاس آوے گا تو وہ رحمت کے قریب تر ہوگا دنیا میں یہی بات غور کے قابل ہے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ (توبہ:۱۱۹)

یعنی اے بندو تمہارا بچاؤ اسی میں ہے کہ صادقوں کے ساتھ ہو جاؤ۔[ملفوظات جلد دوم 632]

جلا

کر

ان

مانہ

کی

نین

جو

سننے

]

ری

ماتا

نک

ئدہ

وشبو

دور

ہے

MONTHLY
ANSARULLAH
December 2005
Regd. 34/MDFD

Editor:
Sayed Mubashir Ahmad Ayaz
Ph: 04524-212982Fax: +214631(C.Nagar 35460) E mail:ansarulah60@yahoo.com

خلافت جوبلی کا روحانی پروگرام

1- ہر ماہ ایک نفلی روزہ رکھا جائے جس کے لئے ہر قصبہ، شہر یا محلّہ میں مہینہ کے آخری ہفتہ میں کوئی ایک دن مقامی طور پر مقرر کر لیا جائے۔

2- دو نفل روزانہ ادا کئے جائیں جو نماز عشاء کے بعد سے لے کر فجر سے پہلے تک یا نماز ظہر کے بعد ادا کئے جائیں۔

3- سورۃ الفاتحہ۔ (روزانہ کم از کم سات مرتبہ پڑھیں)

4- رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِيْنَ. (2:251) (روزانہ کم از کم 11 مرتبہ پڑھیں)

ترجمہ: اے ہمارے رب! ہم پر صبر نازل کر اور ہمارے قدموں کو ثبات بخش اور کافر قوم کے خلاف ہماری مدد کر۔

5- رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ. (3:9) (روزانہ کم از کم 33 مرتبہ پڑھیں)

ترجمہ: اے ہمارے رب! ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ ہونے دے بعد اس کے کہ تو ہمیں ہدایت دے چکا ہو اور ہمیں اپنی طرف سے رحمت عطا کر۔ یقیناً تو ہی ہے جو بہت عطا کرنے والا ہے۔

6- اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِيْ نُحُوْرِهِمْ وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ. (روزانہ کم از کم 11 مرتبہ پڑھیں)

ترجمہ: اے اللہ ہم تجھے ان (دشمنوں) کے سینوں میں کرتے ہیں (یعنی تیرا رعب ان کے سینوں میں بھر جائے) اور ہم ان کے شر سے تیری پناہ چاہتے ہیں۔

7- اَسْتَغْفِرُاللّٰهَ رَبِّيْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَيْهِ. (روزانہ کم از کم 33 مرتبہ پڑھیں)

ترجمہ: میں بخشش مانگتا ہوں اللہ سے جو میرا رب ہے ہر گناہ سے اور میں جھکتا ہوں اس کی طرف۔

8- سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ . اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ. (روزانہ کم از کم 33 مرتبہ پڑھیں)

ترجمہ: اللہ پاک ہے اپنی حمد کے ساتھ اللہ پاک ہے اور بہت عظمت والا ہے۔ اے اللہ رحمتیں بھیج محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل پر۔

9- مکمل درود شریف۔ (روزانہ کم از کم 33 مرتبہ پڑھیں)